۲۸ شعبان ۳۰ اکتوبر
۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ متفق علیہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ایمان کی رُو سے اور بہ نیت حصولِ ثواب رمضان کا قیام (تراویح) کرے۔ اس کے (تمام) اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

وَعَنْهُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّاْمُرَهُمْ فِیْهِ بِعَزِیْمَةٍ فَیَقُوْلُ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان کی طرف ترغیب دیتے تھے اور تاکید کے ساتھ ان کو اس کا حکم نہ دیتے تھے (تاکہ یہ چیز فرض نہ ہو جائے) چنانچہ فرماتے تھے کہ جو کوئی ایمان کی رُو سے اور بہ نیت حصول ثواب رمضان کا قیام کرے۔ اس کے (تمام) اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

ف: قیام رمضان یعنی تراویح کا استحسان اور استحباب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل سے ثابت ہے۔ لیکن آپ کی حیات میں اس پر تاکیدی طور سے اس لیے عمل نہیں ہوا تھا کہ کہیں یہ چیز فرض نہ کر دی جائے اور بعض احادیث سے اس کی تاکید بھی ثابت ہوتی ہے، جیسا کہ سنن نسائی میں مذکور ہے، لیکن آپ کے وصال کے بعد جب یہ خدشہ ختم ہو گیا، تو عمر فاروق نے اس پر عمل کیا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ۔ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ، وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ: اِنِّیْ صَائِمٌ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ۔ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا: اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ۔ متفق علیہ۔
وَهٰذَا لَفْظُ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ۔
وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ: یَتْرُكُ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَشَهْوَتَهٗ مِنْ اَجْلِیْ، اَلصِّیَامُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ: کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ۔ قَالَ اللهُ تَعَالٰی: اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ۔ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ۔ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ۔ وَلَخُلُوْفُ فِیْهِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ آدمی کا ہر عمل اُسی کا ہے، سوائے روزہ کے کہ وہ میرا ہے، اور مَیں ہی اس کا بدلہ دُوں گا، اور روزہ ایک ڈھال ہے۔ پس آدمی کو چاہیے کہ روزہ کے دن بے ہودہ باتیں نہ بکے، اور شور و شغب نہ کرے۔ اور اگر کوئی اس کے ساتھ گالم گلوچ یا جھگڑا کرے تو (اس سے) کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جو اس کو حاصل ہوں گی۔ ایک تو افطار کے وقت خوش ہوتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت حاصل ہو گی جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔ اس وقت اپنے روزہ سے خوش ہوگا۔ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ روزہ دار میری وجہ سے کھانا پینا اور اپنی خواہش کو چھوڑتا ہے (لہٰذا) روزہ میرے لیے ہے اور مَیں ہی اس کی جزا دوں گا (اور باقی) نیکیوں کا ثواب دس گنا ہوگا۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آدمی کے ہر عمل کا ثواب بڑھایا جاتا ہے۔ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے، سات سو گنے تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مگر روزہ (کہ اس کے ثواب کی کوئی حد نہیں) کیوں کہ وہ خالص میرے لیے ہے اور مَیں ہی اس کا بدلہ دُوں گا۔ روزہ دار میرے لیے اپنی خواہش اور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خدا سے ملاقات کے وقت ہو گی۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ یَّصُوْمُ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ اِلَّا بَاعَدَ اللهُ بِذٰلِكَ الْیَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا۔ متفق علیہ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کی وجہ سے اس کو جہنم کی آگ سے بقدر ستر سال کی مسافت کے دُور کر دیں گے۔ (اس کو بخاری و مسلم نے ذکر کیا)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۸ شعبان ۱۳۹۰ھ
۳۰ اکتوبر ۱۹۷۰ء

جلد ۱۶
شمارہ ۲۴

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مجلس ادارت
یوسف عزیز مدنی
مجاہد الحسینی
محمد عثمان غنی
حنیف رضا
منظور سعید احمد

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری کا سانحۂ ارتحال

ہماری ملی تاریخ کا یہ عظیم سانحہ ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں عظیم شخصیات عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئی ہیں۔ اور پھر اس المناک سانحہ کی شدت اور کسک میں اس وجہ سے بھی اضافہ ہوا ہے کہ یہ عظیم شخصیات یکے بعد دیگرے اچانک داغ مفارقت دے گئی ہیں۔ انہی صدمات اور سانحات میں پاک و ہند کی ممتاز دینی شخصیت، نامور عالم دین اور حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کی وفات حسرت آیات ہے۔

آپ کی وفات موت العالِم موت العالَم کا حقیقی مصداق ہے۔ علم و عمل کے اعتبار سے واقعی ان کی ذات گرامی ایسی تھی کہ اس موت کو پورے عالم کی موت قرار دیا جائے۔ یہ کارگاہ ہستی بلند پایہ اور عظیم شخصیات سے کبھی خالی نہیں ہوئی۔ چل چلاؤ کا سلسلہ جاری رہا ہے، اور خالق کائنات اپنے نظام کے مطابق کسی نہ کسی صورت میں پیدا ہونیوالے خلاء کو ضرور پر فرمایا کرتے رہتے ہیں لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ہمارے علمی اور دینی حلقے میں جو خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ اور یہ وادیٔ عرفان و حکمت جس طرح ویران اور سنسان ہوئی ہے، اسمیں رونق آفرینی شائد صدیوں کے بعد ہو سکے ـــ!

حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ ہی کو یہ شرف و اعزاز حاصل تھا، کہ آپ پاک و ہند میں موجود بیشتر علماء کرام کے استاد تھے۔ اور جس "مدرسہ خیر المدارس" کے مدیر و مہتمم تھے دارالعلوم دیوبند کے بعد سب سے بڑا اعزاز بھی اسی کو حاصل ہے۔

پاک و ہند کی ملی تاریخ میں یہ بات سنہری حروف کیساتھ لکھی جائے گی۔ کہ علماء کے مختلف مکاتب فکر میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے اور ان میں وحدت و یگانگت فکر کی راہیں ہموار کرنے میں حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کی ذات گرامی نے لائق تحسین و آفرین خدمات انجام دی ہیں۔ علماء ان کے اس تاریخی کارنامہ کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ متحدہ ہندوستان میں صرف انہی کی ذات تھی جس نے سیاست کی خارزار سے اپنا دامن سمیٹ کر علماء کی عزت و عظمت میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ اور حضرت مدنیؒ و تھانویؒ دونوں بزرگوں کے معتقدین و مریدین کے لئے شفقت کا معاملہ فرمایا۔

آج جب علماء کے مختلف حلقوں میں افتراق انتشار کی ناگفتنی صورت حال سامنے آتی ہے، تو لوگ گردن اٹھا اٹھا کر حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہیں۔ اور ان کی متجسانہ نگاہیں اس منحنی اور مرنجان مرنج شخصیت کو تلاش کرتی ہیں جنہوں نے قومی صدمات اور ملی سانحات کو پوری خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا۔ مگر اُف نہ کی۔ جس کا نحیف و نزار وجود مسلمانوں کے باہمی خلفشار اور علماء کے افتراق کے غم میں گھائل ہوتا رہا اور یہ صدمہ انہیں اندر سے گھن کیطرح چاٹتا رہا۔ حتےٰ کہ اسی حالت میں علم و فضل اور زہد و تقویٰ کا یہ خورشید جہاں تاب ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۰ء بروز جمعرات سرزمین ملتان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و تاریخی یادگار صرف مدرسہ خیر المدارس ہی نہیں، وہ ہزاروں علماء کرام اور سینکڑوں اسلامی عربی مدارس بھی ہیں جو حضرت مولانا مرحوم سے کسب فیض کرنیوالے تلامذہ نے جاری کر رکھے ہیں اور حضرت مولانا کی زیر سرپرستی عوام الناس کو قرآن و حدیث کی تعلیمات سے بہرہ ور کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا خیر محمد صاحب وفاق المدارس العربیہ کے صدر بھی تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بہت سی خوبیوں کمالات و محاسن سے سرفراز فرمایا تھا۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس جنت الفردوس میں آپ کے درجات بلند کرے اور اپنے خاص جوار رحمت میں مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان (والدہ صاحبہ، مولانا حافظ رشید احمد صاحب مولانا محمد شریف صاحب، مولانا عبدالحق صاحب، ان کی ہمشیرگان) اور دیگر لواحقین کو صبر و تحمل عطا کرے۔ اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے ـــ آمین

ریڈیو پاکستان کا افسوسناک رویہ

ریڈیو پاکستان کی "ناپ شناپ"

نشریات کے بارے میں قومی رہنما اور اخبارات و رسائل احتجاج کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں اسوقت ریڈیو پاکستان کے ارباب اختیار کے اس رویہ کے خلاف سخت احتجاج کرنا ہے جو انہوں نے استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب مہتمم مدرسہ خیر المدارس اور صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی وفات کی خبر نشر نہ کرنیکی صورت میں اختیار کیا ہے۔ مولانا مرحوم علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے بعد دوسری عظیم شخصیت تھے۔ ریڈیو پروگراموں میں کسی وقت بھی انکی وفات کی خبر نشر کیجا سکتی تھی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ارباب ریڈیو کے ہاں دینی اور علمی شخصیت کی کوئی اہمیت نہیں وہ صرف سیاسی حیثیت ملحوظ رکھتے ہیں اور بس -!

حافظ بشیر احمد غازی آبادی

ماہِ صیام کے روزے

مقصود نفس انسانی کی اصلاح و تہذیب ہے

ماہ صیام جو رب اکبر کی تجلیات کا مظہر اور اہل ایمان کے لئے حیات نو کا پیغام اور ایک اہم ترین عبادت کا مہینہ ہے۔ اس میں روزہ کے حکم سے یہ مقصود نہیں ہے کہ انسان فاقہ کرے اور اپنے جسم کو تکلیف اور مشقت میں ڈالے بلکہ روزہ کا تمام تر مقصود نفس انسانی کی اصلاح و تہذیب ہے۔ روزہ رکھنے سے انسان میں نفسانی خواہشوں کو قابو میں رکھنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ پرہیزگاری کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ جب تک انسان اپنی نفسانی خواہشات سے مقابلہ کرنے کا خوگر نہیں ہوتا تو حصول حسنات اور صبر پر قادر نہیں ہوتا اور یوں زیادی ترقی کے لئے بھی مصائب برداشت کرنے کی اسمیں صلاحیت پیدا نہیں ہوتی۔

جن مسلمانوں نے اسلامی احکام کو اپنے اجتماعی نظم و قوانین سے دور رکھا ہے وہ اس حقیقت کو فراموش کر چکے ہیں کہ اسلام کے احکام بندگی، معاملات زندگی اور نظام حیات سے جدا نہیں ہیں۔ چنانچہ ماہ صیام کا روزہ جو ایک اہم ترین عبادت ہے جہاں اس عبادت کا ایک اہم منشا ہے وہیں فطرت یعنی اسلام میں ہر مسلمان کو یہ تاکید کی گئی ہے کہ وہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد ضرور ادا کرے لہٰذا مبلغین اسلام کا یہ فرض ہے کہ اس رحمتوں اور برکتوں کے مقدس مہینہ میں وہ تلقین عبادت کے ساتھ عام مسلمانوں پر یہ بھی واضح کریں کہ جو لوگ معاملات و مسائل میں فکری دیانت سے کام نہیں لیتے۔ جن کے دل ملک و ملت کی محبت سے خالی ہیں، جو اختیار و اقتدار سے ناجائز فائدے اٹھاتے ہیں سنگدلی، نفاق، جہل اور حرص جن کے معمولات میں شامل ہیں۔ بدگوئی کرتے ہیں، لگائی بجھائی سے اپنے کام نکالتے ہیں۔ زبان اور قلم سے حق کے پرستاروں کی دلآزاری کرتے ہیں ایسے تمام اخلاقی افلاس میں مبتلا لوگ تو اچھے مسلمان کہلانے کے بھی مستحق نہیں ہیں متقی اور پرہیزگار ہونا تو دوسری بات ہے۔

اکابر امت کے نزدیک صیام ہمارا روحانی علاج ہے۔ اگر اس عبادت کے ادا کرنے پر بھی ہم سے ریاکاری خود غرضی، ابن الوقتی اور زمانہ سازی نہیں چھوٹتی ــــ تو درحقیقت ہمارا روزہ نہیں، فاقہ ہے اور بلا کسی شبہ کے ایسے صائم اور روزے دار جن کے روزہ میں اتقاء تقدس اور شکر کے عناصر ثلاثہ نہیں، وہ فاقہ کش ہیں۔ روزہ فی الحقیقت مقام اتقاء کی اصل منزل ہے وہ فرض ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ مسلمان تمام اقوام عالم میں روحانیت اور اخلاق حسنہ کا مظہر اور معلم ہو، پروردگار عالم کا یہ فضل و احسان ہے کہ اس نے امت محمدیہ کے لئے سال میں ایک مہینہ ایسا بھی بنایا، جس میں نفلی عبادت دوسرے مہینوں کی فرض عبادت کے برابر ہے اور ایک فرض کی ادائیگی ستر فرضوں کے برابر ہے اور جس میں ہر نیک کام کا ثواب کئی گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔

ساٹھ مساکین کو کھانا کھلایا جائے۔ ظاہر کہ موجودہ دور میں ۱ پر تو عمل ناممکن ہے۔ بہتر ہے کہ نمبر ۲ پر عمل کیا جائے۔ اور اگر کمزوری یا پیرانہ سالی کیوجہ سے یہ بھی دشوار ہو تو نمبر ۳ پر عمل کرنا چاہئیے۔ اس سلسلہ میں یہ بات بہت اہم ہے کہ اگر کسی نے بھول کر کھا پی لیا۔ یا قصداً منہ بھر کے قے کر دی اور یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا۔ کھا پی لیا تو صرف قضا واجب ہوگی۔

حنفیہ کے نزدیک ماہ صیام میں تراویح سنت مؤکدہ ہے اور جماعت تراویح بھی۔ تراویح میں ایک قرآن کا ختم کرنا، پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ اور ایک سے زیادہ ختم کرنا افضل ہے۔ تراویح کی نماز رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر پڑھنی چاہئیے۔ اور عید کا چاند دیکھکر ختم کر دینی چاہئیے۔ ماہ صیام کے آخری عشرے میں دس روز اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ صرف طبعی یا شرعی ضرورت سے مسجد سے باہر نکلنا اعتکاف میں جائز ہے۔ طبعی ضرورت جیسے حوائج ضروریہ اور شرعی ضرورت جیسے جمعہ کی نماز، بلا ضرورت مسجد سے باہر نکلنا اعتکاف کو باطل کر دیتا ہے۔ جامع القرآن امیرالمومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ماہ صیام کو زکوٰۃ کا مہینہ بھی فرمایا کرتے تھے اور جن پر زکوٰۃ فرض ہے اس ماہ میں ان کو نکالنے کی تاکید فرماتے تھے۔ اکابر امت کے ارشاد کے مطابق رمضان شریف میں ہر عبادت کا ثواب ستر گنا ہے اور سات سو تک زیادہ بتایا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ اس مقدس مہینے میں زکوٰۃ نکالتے ہیں ان کو بھی ثواب اسی حساب سے ملے گا۔ اسلامی عبادات میں زکوٰۃ بھی ایک اہم عبادت ہے۔ نماز کے بعد اس کا دوسرا درجہ ہے۔

ماہ صیام کے فضائل بے شمار ہیں۔ اس کی ہر ساعت مبارک اور ہر لمحہ مقدس ہے۔ لیکن وہ لوگ جو الحاد کی ظلمتوں میں شب و روز بسر کرنے کے عادی ہیں۔ ان کی صداقت کی روشنی نظر نہیں آتی۔ اس مہینہ کے متعلق حضور خاتم النبیین (فداہ ابی و امی) نے فرمایا کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا آتش دوزخ سے نجات ہے۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کیطرف سے اپنے بندوں کو پکارا جاتا ہے۔ کہ کوئی ہے بخشش کا طالب کہ میں اسے بخش دوں۔ کوئی ہے رزق کا طالب کہ میں اسے رزق عطا کروں۔ کوئی ہے مصیبت کا مارا کہ میں اسے مصیبت سے نجات دوں۔

خوش نصیب ہے وہ مسلمان جو اس رحمتوں اور برکتوں کے مہینے میں اپنی عبادت، ریاضت اور سخاوت سے کارساز حقیقی پر اعتماد اور اس سے براہ راست تعلق فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ابوہریرہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ میری امت کو ماہ صیام کے بارے میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں۔ جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں۔ ۱ یہ کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ۲ روزہ دار کیلئے ... تک دعا کرتی ہیں۔ ۳ جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے ۴ شیاطین بند کر دیئے جاتے ہیں ۵ رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کیلئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے صحابہ نے فرمایا شب مغفرت شب قدر ہے؟ نہیں، بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے بعد مزدوری دیدی جاتی ہے۔

لیکن یہ سارے انعام و اکرام ان کے لئے ہیں جو بجا طور سمجھتے ہیں کہ صحیح معنی میں مفلس وہ ہے جس کے پاس سفر آخرت کے لئے زاد راہ نہیں ہے اور جو اس مبارک مہینے کے روزوں کو شفائے روحانی کا مکمل علاج سمجھتے ہیں۔ اور احکام شریعت کے مطابق روزے نہیں رکھتے ان کی تشنگی گرسنگی ایک پھول ہے جو رنگ و بو سے محروم ہے۔ ایک گو ہے جس میں روح نہیں۔ اور کون نہیں جانتا کہ ایک گل بے رنگ و بو، ایک گوہر بے آب، ایک آئینہ بے جوہر، ایک جسم بے روح بے حقیقت ہستیاں ہیں، جن کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے پروردگار عالم دین و دنیا کے اس خسارہ سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے جس کے ذریعہ وہ دوزخ کی آگ سے بچ سکتا ہے مگر ڈھال اسوقت تک ہے جبتک وہ اسے پھاڑ نہ دے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ڈھال کیسے پھٹ جاتی ہے آپ نے جواب دیا غیبت اور جھوٹ سے۔

اعراج نے ابوہریرہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ فرمایا آنحضور نے تم میں جو شخص روزہ رکھے۔ پھر اسے چاہئیے کہ جاہلانہ حرکت نہ کرے۔ اگر کوئی شخص اس سے لڑے تو جواب میں یہ کہے کہ میں روزے سے ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص برائی نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا رہنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔

صوفیاء کے نزدیک روزہ پانچ چیزوں سے ٹوٹتا ہے جھوٹ، چغلی، غیبت، جھوٹی قسم کھانے اور شہوت کی نظر سے دیکھنے سے۔ "روزہ کو عربی میں صوم کہتے ہیں" مصدر ہے۔ لغت میں صیام کے معنی بند رہنا۔ شرعی مطلب میں طلوع فجر سے غروب آفتاب تک محض رضائے الٰہی کی خاطر کھانے پینے اور جماع سے بند رہنے اور جملہ گناہوں کو ترک کرنے کو صوم کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ماہ رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے استفادہ کرنے کی توفیق دے۔ آمین

پاکستان میں اسلامی نظام رائج کرنے میں کیا کیا رکاوٹیں حائل رہیں ؟

کیا ہم اسلامی قانون نافذ نہیں کر سکتے اور معاشرہ اسلامی نہیں بن سکتا ؟

قال اللہ تبارک وتعالےٰ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :۔ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ (رواہ مسلم)

جناب صدر محترم، حاضرین، بزرگو، دوستو اور عزیز بھائیو! میں نے آپ کے سامنے اللہ تعالےٰ کی کلام میں سے ایک آیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پڑھی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جبتک مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت موجود تھی، اور مسلمان یہ محسوس کر رہے تھے کہ معروف کی اشاعت، بھلائی کا حکم دینا اور اچھی باتوں کی دعوت دینا، برائیوں اور منکرات و خواہش کی روک تھام ہمارا فرض ہے اور اسے محسوس کرکے مسلمانوں نے اسے انجام دیا۔ اس وقت تک اُمت مسلمہ کی حالت اچھی تھی۔ جب اس فریضہ کو ترک کر دیا گیا اس وقت سے ہماری حالت بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ آج اس پُرفتن دور میں ہماری حالت کیا ہو گئی ہے؟ فتنوں نے ہر طرف سے حملہ کرکے اسلام کو شکست دینے کے لئے ایک بھرپور حملہ کیا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے اس ملک میں جسے اسلام کے نام سے حاصل کیا گیا تھا۔ اس دور میں ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں۔ اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق چند امور بیان کروں گا

آپ جانتے ہیں کہ ہم نے اس ملک کو یہ کہکر حاصل کیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ الا اللہ۔ اور ہندوستان اور یوپی، کلکتہ کے مسلمان جس مقدار میں بھی ہیں سب کے سب آپ کے ہم نوا ہیں۔ جبتک تمام مسلمانوں نے بیک وقت یہ نعرہ نہیں لگایا تھا۔ اسوقت تک پاکستان حاصل نہیں ہوا۔ غور کرنیکی بات یہ ہے کہ یوپی اور کلکتہ والوں نے پاکستان زندہ باد کا نعرہ کیوں لگایا کیا انھیں یہ نظر نہیں آرہا تھا کہ ہم پاکستان بننے کے بعد ہندوؤں ہی میں رہیں گے۔؟ جب انھیں یہ معلوم تھا کہ ہم ہندوؤں کے غلام بن کر رہیں گے۔ باوجود اس کے ان کا پاکستان زندہ باد کہنا کیا معنی رکھتا ہے۔؟ حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ دیکھنے کے بعد انہوں نے ایثار کیا یعنی انہوں نے یہ خیال کیا کہ اگر کسی ذریعہ سے اسلام کے نام پر مسلمان حکومت قائم کر سکتے ہیں تو ہم یہ قربانیاں پیش کر سکتے ہیں۔ پاکستان کے قیام میں اگر پانچ کروڑ کی قربانی نہ ہوتی تو کسی صورت میں بھی یہ ملک وجود میں نہ آتا۔ ہم نے تو اسلام کے نام پر قربانیاں دی تھیں لیکن یہاں پر ایک دن بھی اسلامی قانون نافذ نہیں ہوا۔ کیا وجہ ہے؟ اگر یہ سارا ہندوستان کفرستان ہوتا۔ اور ہم انکے ساتھ اکٹھے ہوتے تو کیا یہ کشمیر کا مسئلہ ہوتا۔ اور کیا یہ جنگ ہوتی؟ ہمیں ڈوب مرنا چاہیئے۔ اُن مسلمانوں کے آنسو بہہ رہے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں ناسور پیدا ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں اگر آج بھی اسلامی قانون نافذ کر دیئے جائیں تو ان کے دلوں کو خوش کیا جا سکتا ہے۔

محترم بزرگو! ہمارے ملک میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انحراف افسوسناک ہے لیکن ہم بفضل اللہ تعالےٰ مایوس نہیں۔ ہم علماء کی جماعت اور دین داروں کا طبقہ اور جمعیتہ العلماء کا گروہ اسوقت تک سکون سے نہیں بیٹھے گا۔ جبتک کفر کا قانون نہیں ٹوٹے گا۔ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ جبتک فتنہ اور کفر صفحہ ہستی سے مٹ نہ جائے اسوقت تک ہم جدوجہد میں رہیں گے۔ آپ نے کیا سمجھا ہے؟ کہ ہم زندہ ہیں؟ دین کے نام سے تو ہماری خوراک ہے۔ اور اسی کے نام سے ہماری پوشاک ہے۔ ہمیں کوئی سلام کرتا ہے تو اسلام کی وجہ سے اور عزت بھی ہے تو ہماری اسی دین اسلام سے۔ اگر آج اسی اسلام کو ہماری جان کی ضرورت ہو تو کیا ہم اس سے اپنی جان کو بچا سکتے ہیں۔؟ جب کہ ہم نے ایک دن مرنا بھی ضرور ہے۔ اور سب سے بہترین موت اسلامی موت ہے۔ ہماری زندگی اور موت کا مالک وہی ہے۔ تو اگر ہماری زندگی اسلام کی سربلندی کے لئے خدا تعالیٰ کو قبول ہو جائے تو کیا خوش قسمتی ہے۔

محترم دوستو! حالات کچھ اس طرح کے ہیں کہ کوئی بھی قانون اسلام کے نام سے نہیں بنا۔ جب یہ قوانین نافذ کئے گئے تھے تو لاہور میں جمعیتہ العلماء اسلام نے قرارداد پیش کی تھی کہ ہم قرآن و حدیث کے خلاف قانون نافذ نہیں کرنے دیں گے۔ قوانین کے سلسلہ میں اتنا کہتا ہوں کہ جب یہ قانون نافذ ہوئے تو حکومت کیطرف سے یہ کہا جا رہا تھا کہ یہ قوانین اسلامی ہیں۔ لیکن آج حکومت ان قوانین کو اسلامی قوانین ہونیکا دعوےٰ نہیں کر سکتی۔ جب اسمبلی میں آرڈیننس کے قوانین کے نسخ پر بحث ہو رہی تھی تو میں ایک قرآن مجید، صحیح بخاری اور آئمہ اربعہ کی کتب اور شیعہ فرقہ کی کتب اپنے ساتھ لے گیا۔ اور تمام کتب سے حوالے دیکر ثابت کیا کہ یہ قوانین صرف کتاب وسنت کے خلاف ہی نہیں بلکہ آئمہ کے اجماع کے بھی خلاف ہیں۔ چنانچہ تمام موجود ممبروں نے اقرار کیا کہ واقعی یہ قوانین غیر شرعی ہیں۔ میری تقریر کے بعد ایک خاتون ممبر نے تقریر کی۔ اور میری تقریر کا حوالہ دیا تو سپیکر نے اُسے ٹوکا اور کہا کہ یوں کہو کہ مفتی صاحب کی فاضلانہ تقریر۔ یعنی مطلق تقریر کا لفظ نہ بولو۔ وہ بحث وہیں رہ گئی۔ اس کے بعد ڈھاکہ کے دوسرے اجلاس میں بھی سپیکر نے کہا کہ مفصل اور مدلل تقریر تو ہو چکی۔ جب اس پر ووٹنگ ہوئی تو سپیکر نے رولنگ یہ دی کہ اسمیں تو کوئی اختلاف باقی نہیں رہا کہ یہ قوانین غیر شرعی ہیں۔ البتہ اختلاف اسمیں ہے کہ آیا ان میں ترمیم کر دی جائے یا انھیں منسوخ کر دیا جائے۔ اس وقت شکور خانصاحب جو قائد ایوان تھے

جمعیتہ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ
مولانا مفتی محمود کی معرکۃ الآراء تقریر

کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہیں اور یہ قوانین شرعی نہیں اور وعدہ دیا کہ ان میں ترمیم کر دی جائیگی۔ اور ایک ترمیم کمیٹی بھی اسمبلی میں قائم ہوئی جسمیں تین خواتین اور چار مرد شامل تھے، اس کمیٹی میں مجھے بھی بعد ازاں شامل کر دیا گیا۔ اگست ۱۹۶۱ء راولپنڈی میں کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ جسمیں بیگم سرفراز نے ایک بات کی دلیل پیش کرتے ہوئے کہا کہ "مسوط" کتاب میں فلاں بات ہے۔ میں نے سوچا کہ مسوط کونسی کتاب ہوگی۔ چنانچہ میں نے اُن سے پوچھا کہ وہ کس کی لکھی ہوئی ہے؟ وہ کہنے لگیں کہ شمس الامت کی۔ میں نے کہا کہ وہ کتاب "مبسوط" ہے اور اس کے مصنف شمس الآئمہ ہیں۔ آخرکار وہ شرمندہ ہوئیں۔ اور یہ قرارداد پاس ہوئی کہ رپورٹ پیش کی جائے۔ جب رمضان المبارک ڈھاکہ میں اجلاس ہوا تو میں نے اس رپورٹ کے پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ تو جواب ملا کہ وہ تو گم ہو گئی ہے۔ اسے بہت تلاش کیا گیا۔ لیکن وہ نہ مل سکی۔ ہم نے دوبارہ کمیٹی قائم کی اور اس رپورٹ کو دوبارہ مرتب کیا۔ چنانچہ اسمبلی کا آخری دن تھا۔ اور عصر کے بعد اس اجلاس نے ختم ہو جانا تھا۔ اور پھر نئے انتخاب ہونے تھے۔ تو ایک صاحب نے تقریر میں کہا کہ اس رپورٹ کو ترمیم کی غرض سے مشاورتی کونسل میں بھیج دیا جائے مقصد یہ تھا کہ اسے بھی گم کر دیا جائے۔ جب اُس نے تقریر ختم کی تو میں نے سپیکر کی اجازت سے کھڑے ہو کر تقریر کی جسمیں تمام واقعات کو پیش کیا کہ ہم نے پہلے ایک رپورٹ کو مرتب کیا تھا اُسے دیدہ دانستہ گم کر دیا گیا۔ پھر یہ رپورٹ دوبارہ مرتب کیگئی ہے۔ کمیٹی کے ممبروں کو اس طرح بے عزت کیا گیا ہمارے رات دن کیوں ضائع کئے گئے ہیں؟ چنانچہ اس رپورٹ کی کاپی میرے ہاتھ میں تھی۔ میں نے اُسے ان کے سامنے پھینک دیا اور تجویز پیش کی کہ اگر اسے مشاورتی کونسل میں پیش کیا جا رہا ہے تو مشاورتی کونسل اسمیں ایک ماہ کے اندر اندر ترمیم پیش کرے لیکن انہوں نے میری تجویز کو نہ مانا۔ بلکہ کہا کہ کم از کم ترمیم کے لئے تین ماہ چاہئیں۔ چنانچہ یہی مدت مقرر ہو گئی۔ ۲۲۔ جنوری ۱۹۶۵ء وہ تاریخ تھی اور ۲۲۔ اپریل کو اس رپورٹ کو آ جانا چاہیئے تھا۔ لیکن آج تک وہ رپورٹ نہیں آئی۔ اب تم خود اندازہ لگا سکتے ہو کہ ان کے دلوں میں کیا ہے۔ عائلی قوانین ہوں یا کوئی اور غیر شرعی قانون ہم اسے منسوخ کرانے کی پوری کوشش کریں گے۔ کفر کا قانون اگرچہ کفر کے نام سے بُرا ہے لیکن کفر کا قانون اسلام کے نام سے اس سے بڑھکر بدترین ہے۔ اس سے تو اسلام میں تحریف کرنا لازم آتا ہے۔ کسی گورنر اور کسی عہدیدار کو یہ حق حاصل نہیں کہ ہمارے ملک میں غیر اسلامی قوانین نافذ کرے بنیادی حقوق میں مسلمان کو غیر مسلم بننے کا کیوں حق دیا گیا ہے میں نے جب یہ رپورٹ پیش کی تو محمد علی اور مودودی صاحب

نے میرے خلاف ووٹ دیا۔ اور ان قوانین غیر اسلامی میں ترمیم نہ کرنا چاہی۔ ہم اپنی مرضی سے کسی مسلمان کا مرتد ہونا برداشت نہیں کر سکتے۔ مسلمان کو مرتد، کافر ہونے کا بنیادی قانون بن بھی نہیں سکتا۔ نظام اسلام اور اس کے ہمنواؤں (مودودی جماعت) نے کہا کہ تم یہ قانون نافذ کر کے ہزاروں عیسائیوں اور مرزائیوں وغیرہ کو روکنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ ہاں! ہاں! روکنا چاہتا ہوں اور یہی کرنا چاہتا ہوں۔ ہم اپنی مرضی سے کسی مسلمان کا مرتد ہونا برداشت نہیں کر سکتے۔ ہزاروں عیسائیوں اور مرزائیوں کا مسلمان نہ ہونا تو برداشت کیا جا سکتا ہے لیکن ایک مسلمان کا مرتد ہونا ناقابل برداشت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر خدانخواستہ کوئی مسلمان حقیقت میں مسلمان نہ ہو بلکہ محض ظاہری مسلمان ہو تو تم اس کا کیا علاج کرو گے۔؟ میں نے کہا خدانخواستہ خدانخواستہ اگر ایک پاکستانی اس ملک میں رہ کر غداری کرے تو اسے پھانسی پر لٹکا یا جائیگا۔ لیکن اسلام اور خدا و رسول سے غداری کرنیوالوں کو سزا کیوں نہ دی جائے۔

محترم بزرگو! ملک میں فتنے ہر طرف سے سر اٹھا رہے ہیں۔ ہمارا نہ اقتصادی نظام اسلامی ہے اور نہ ہی معاشی نظام۔ ملک کا تمام کاروبار بنک کے ذریعہ چل رہا ہے۔ اور بنک میں سود عام ہے۔ کیا ہمارا نظام سودی نہیں ہے؟ حالانکہ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فان لم تفعلوا ــــــ (الآیہ) یعنی اگر تم سود کے لین دین سے باز نہ رہے تو خدا اور رسول کے ساتھ جنگ کا اعلان کرو گے اور تم ۲۳ سال سے یہ اعلانِ جنگ کر رہے ہو۔ آج اگر گورنمنٹ مجھے اختیار دے دے تو میں صرف ایک رات میں تمام بنکوں میں بغیر سود کے نظام چلا سکتا ہوں۔ قاہرہ سے میں ۳۔ جون ۶۵ء کو واپس آیا تو اسی دن اخبار میں پڑھا کہ کراچی میں بغیر سود کے ایک بنک کھولا گیا ہے جو کہ ابتک باقی ہے۔ ہم سب کچھ کر تو سکتے ہیں مگر کرتے نہیں

تم خود فیصلہ کرو کہ فرنگی کے زمانے میں سینما گھر زیادہ تھے، یا آج زیادہ ہیں معاشرہ گندا ہو رہا ہے اخلاق تباہ ہو رہے ہیں۔ کوئی ایسا شخص ہے جو سخت ضرورت کے وقت جھوٹی گواہی نہ دے۔ کوئی کام بغیر رشوت کے ہو رہا ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے اور لینے والے ہر دو پر لعنت بھیجی ہے۔ آپ بتلائیں کہ ہمارا معاشرہ کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ ہمارے ہر ادارے اور محکمے میں چھٹی اتوار کے دن ہوتی ہے جو کہ عیسائیوں کے ہاں محترم ہے۔ میں نے اسمبلی میں اس مسئلہ کو بھی پیش کیا تھا تو خان حبیب اللہ خاں کہنے لگے کہ چونکہ ہمارے تعلقات دوسرے ملکوں سے وابستہ ہیں اور ان میں اتوار کے دن تعطیل ہوتی ہے۔ اسی لئے ہمارے محکموں میں بھی اتوار میں تعطیل منائی جاتی ہے۔ حالانکہ کویت لبنان وغیرہ باوجودیکہ چھوٹے چھوٹے ملک ہیں۔ ان میں جمعہ کے دن تعطیل منائی جاتی ہے۔ اگر ان کے کاروبار چل سکتے ہیں تو ہمارے تعلقات کیوں نہیں چل سکتے ہندو کا بھی لباس اپنا ہے مگر افسوس! کہ ہمارے ملک میں ہمارا کوئی لباس مروج نہیں ہے۔ کاش! کہ ہمارا بھی

(باقی صد ۱۶ پر)

آہ! جمال عبدالناصر

آغا صادق

اے جمال! اے ناصرِ ملّت زعیمِ ذی وقار!
تیری مرگِ ناگہاں پر اِک جہاں ہے اشکبار
تیری رحلت سے ہوا ہے ایک عالم سینہ ریش!
تیری فُرقت میں ہوا ہے اِک زمانہ بے قرار
تُو نے اقوامِ عرب کو پھر سے زندہ کر دیا!
خوابِ غفلت میں پڑے تھے ضیغمِ آہُو شکار
سامراجی قوّتوں کے دانت کھٹے کر دیے
سویز پر ہو کر رہی تھی تیری جُرأت آشکار
قصرِ استبداد کو تُو نے کیا تھا منہدم
تُو نے استعمار کا دامن کیا تھا تار تار!
تُو نے اقوامِ عرب کو کر دیا تھا متّحد
تجھ سے پہلے تھا غضب کا افتراق و انتشار!
گرچہ تھی پیشِ نظر ترفیعِ اقوامِ عرب
باوجود اس کے رہا اسلام کا کوہِ وقار
تجھ سے قائد ملتے ہیں اقوام کو صدیوں کے بعد
عظمتِ اسلاف کا ہے جن کی ہستی پہ مدار
پھر عطا ملّت کو ہوں ایسے جری بطلِ جلیل
خالقِ ارض و سما سے یہ دعا ہے بار بار
عالمِ اسلام ہو جن کے لہو سے سُرخرو!
ملّتِ بیضا کا اِستخلاف ہو جن کا شعار!

فلسفۂ روزہ

مرتبہ: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

قولہ تعالیٰ:- شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۞
(سورۂ بقرہ ۲: ۱۸۵)

ترجمہ: مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن، ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔ سو جو کوئی پاوے تم میں سے اس مہینہ کو تو ضرور روزے رکھے اس کے۔ اور جو کوئی ہو بیمار یا مسافر تو اس کو گنتی پوری کرنی چاہیئے اور دنوں سے۔ اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری اور اس واسطے کہ تم پوری کرو گنتی اور تاکہ بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم احسان مانو۔

قرآن حکیم کی سالگرہ

لوح محفوظ سے قرآن حکیم کا نزول رمضان المبارک میں ہوا ہے۔ سارا قرآن حکیم ایک ہی مرتبہ آسمان دنیا پر نازل ہوا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا ہر قوم میں ایک قاعدہ ہے کہ جس دن اس پر کوئی نعمت نازل ہو۔ اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے سالگرہ مناتے ہیں۔ مثلاً یہود میں عاشوراء کا روزہ۔ عیسائیوں میں نزول مائدہ آسمانی کا دن، مسلمانوں کے لئے قرآن حکیم ایک عظیم الشان نعمت ہے اس لئے اس کی سالگرہ رمضان المبارک میں مسلمان رات کو قرآن حکیم سنتے ہیں۔ علاوہ اس کے اس نعمت عظمیٰ کے شکر میں دن کو روزہ رکھتے ہیں کیونکہ شکر نعمت میں روزہ رکھنا بھی سابقہ امتوں میں رائج تھا۔ جس طرح یہود میں عاشوراء کا روزہ اسی لئے رائج تھا کہ اس دن فرعون غرق ہوا اور بنی اسرائیل نے نجات پائی تھی۔

تمام امتوں میں روزہ

قرآن حکیم میں ارشاد ہے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (سورۃ البقرہ ۲۳)

ترجمہ: تم پر روزہ ایسا ہی فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت میں بھی روزہ اسی طرح رکھا جاتا تھا کہ روزہ کے دن کھانا پینا اور عورتوں سے صحبت کرنا حرام تھا۔ روزہ کا یہ طریقہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت تک یوں ہی رہا۔ چنانچہ ابتداء میں جب مسلمانوں پر روزہ فرض ہوا اور اس کی شرائط کا انہیں علم نہیں تھا تو اہل کتاب کی طرح روزہ رکھنا شروع کیا کہ افطار کے بعد سونے سے پہلے پہلے کھانے پینے وغیرہ سے فراغت پا لیتے۔ سونے کے بعد پھر دوسرا روزہ شروع ہو جاتا۔ کچھ عرصہ کے بعد أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ والی آیت نے اس طرز کو منسوخ کیا۔

اوقات روزہ میں اختلاف

البتہ علم تاریخ کی ورق گردانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کے اوقات ہر امت میں علیحدہ علیحدہ تھے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام پر ہر مہینے کی ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ کو روزہ فرض تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار ہوتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے اور یہود پر عاشوراء اور ہر سینچر کے علاوہ چند دن اور بھی فرض تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرتے تھے۔ نصاریٰ پر دراصل رمضان کے روزے فرض تھے لیکن جب انہیں سخت گرمی اور سردی کے روزے میں دقت محسوس ہوئی تو یہ فیصلہ کیا کہ موسم ربیع میں بجائے تیس کے پچاس رکھا کریں گے۔

روزہ کی صورت بغیر روح بیکار ہے

ہر عقلمند کا قاعدہ ہے جب کوئی کام کرتا ہے اس کا فائدہ پہلے سوچ لیتا ہے وہ فائدہ اس کی روح اور جان ہے۔ لہٰذا روزے کی بھی ایک صورت ہے اور دوسری اس کی روح صورت تو یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانا پینا ترک کر دیا جائے۔ عورت اور مرد آپس میں ملنے نہ پائیں، لیکن اگر مقصد روزہ اس صورت کے اندر نہ پایا جائے تو وہ بیکار ہے۔ چنانچہ دربار نبوت سے ارشاد ہوتا ہے۔ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔

ترجمہ: جس شخص نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی پرواہ نہیں (یعنی روزہ سے قرب الٰہی اور حصول رضائے مولیٰ کا جو نتیجہ مرتب ہونا چاہیئے۔ وہ نہیں ہوگا)

اور دوسری روایت میں مروی ہے اَلْغِيْبَةُ تُفَطِّرُ الصَّائِمَ

ترجمہ: گلہ کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ انتہیٰ۔

اس سے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں جس طرح مذکورہ بالا

افعال ناجائز ہیں۔ اسی طرح دوسرے کی غیبت جو زبان کا جرم ہے وہ بھی ممنوع ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ روزے کا مقصد فقط کھانے پینے سے روکنا ہی نہیں بلکہ اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔

روحِ روزہ

تعلیم مذہب کا یہ خاصہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاقِ حسنہ پیدا ہوں، صفاتِ حمیدہ سے آراستہ ہو، بداخلاقی سے اسے نفرت ہو، خواہشاتِ نفسانی پر قابو پائے، ضبطِ نفس اور تحمل کا خوگر ہو۔ فتنہ انگیزی سے باز آئے، شرارت نہ کرنے پائے۔ ان تمام خوبیوں کے پیدا کرنے کے لئے بہترین علاج یہی ہے کہ انسان کے حیوانی زہر کو نکال دیا جائے۔ اس زہر کے نکالنے کا بہترین تریاق روزہ ہے قوتِ حیوانی کی شدت سے تمام خرابیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں اگر قوتِ حیوانی کو کمزور کر دیا جائے تو بہت سی برائیوں سے یقیناً انسان رُک جائے گا۔ چنانچہ اسی قاعدے سے اسلامی شریعت میں قوانین روزہ کو پرکھا جائے تو یقین ہو جاتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزے کے ذریعے سے اپنی امت کو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کی سعی فرمائی ہے۔

احادیثِ نبویہؐ اور ان کی حکمتیں

(پہلی حدیث)

قولہٗ صلی اللہ علیہ وسلم: فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ۔

ترجمہ: روزہ دار نہ عورتوں سے میل جول کی باتیں کرے اور نہ شور و غل مچائے اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا لڑائی کرے (تو خود اس کے مقابلے میں کچھ نہ کرے) صرف اتنا کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

(شرح حدیث)

ترکِ رفث: میں اقوال و افعال شہوانی سے روکنا مراد ہے۔

ترکِ صخب۔ میں درندوں کی طرح شور و غل کرنے سے روکنا مطلوب ہے۔

ترکِ سبؔ۔ میں مطلق اقوالِ قبیحہ سے روک تھام ہے۔

ترکِ قتل۔ سے مراد مطلق افعالِ قبیحہ سے ممانعت ہے۔

اِنِّیْ صَائِمٌ

روزہ دار پر جب کسی بے ہودہ گو، ظالم اور جاہل کی طرف سے حملہ ہو تو اتنا کہہ دے (بشرطیکہ اس کہنے سے اس کی طبیعت میں ریا نہ آ جائے) کہ مجھے روزہ ہے اس لئے میں تمہارا مقابلہ کرنے سے معذور ہوں۔

بعض شارحین حدیث کا خیال ہے کہ زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں بلکہ دل میں روزے کا خیال کر کے مقابلہ سے باز رہے۔

(دوسری حدیث)

قولہٗ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ۔

ترجمہ: روزہ ڈھال ہے

ڈھال کے ذریعہ انسان دشمن کے وار سے بچتا ہے۔ پہلی حدیث شریف میں جو بیان ہوا ہے کہ روزہ دار اقوال و افعال شہوانی اور درندگی سے اپنے آپ کو بچائے، فتنہ و فساد کی آگ کو بجھائے (کیونکہ اگر گالی اور لڑائی کا جواب اسی طرح دیتا تو فتنہ بپا ہوتا۔ اب روزہ کے سبب سے وہ آگ بجھ گئی) حاصل یہ نکلا کہ اس نے گویا روزے کی ڈھال سے شیطان اور نفس کے وار کو روکا۔

روزے سے اخلاقی اور معاشرتی اصلاح

گذشتہ احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ روزہ دار کے اخلاق کا معیار اعلیٰ ہو جائے گا۔ ضبط نفس اور تحمل اس میں آئے گا۔ شرارت اور فتنہ سے اپنے آپ کو بچائے گا۔ دنیا میں اعلیٰ درجہ کا امن پسند اور مرنجاں مرنج شریف نظر آئے گا ــ ساتھ ہی اس کے معاشرتی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ جب ہر ایک مسلمان ان اوصافِ حمیدہ سے مزین ہوگا تو معاشرتی تعلقات میں کبھی بگاڑ پیدا ہی نہیں ہوگا ــ کیونکہ ہر سال ماہ رمضان میں روزہ رکھانے کی غرض ہی یہی ہے کہ سال بھر کے بعد پھر اس نصاب کی یاد تازہ ہو جائے۔

سیاسی فائدے

دنیا میں ہمیشہ وہی قوم عزت سے زندہ رہ سکتی ہے جس کے پاس حیاتِ قومی کے اعلیٰ اصول ہوں۔ اور وہ اُن کی پابندی کے لئے ہر مصیبت کو جھیلے اور ہر مشقت کے سامنے سینہ سپر ہو روزے میں اس بات کی مشق کرائی جاتی ہے کہ بارہ یا چودہ بلکہ بعض اوقات چوبیس گھنٹے بے آب و دانہ رہے۔ خواہ شدید گرمی کا موسم ہی کیوں نہ ہو۔ سحور کو آنکھ نہیں کھلتی اور روزہ چھوڑ نہیں سکتے۔ دن کے کاروبار کا حرج بھی نہیں کر سکتے۔ یکن کاشت کار، ملازمت پیشہ اور مزدور غرضیکہ ہر ایک کام والا باوجود سحور نہ کھانے کے اپنے اپنے کام میں مصروف ہے اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ دن کو یہ مشقت اور رات کو بیدار رہتا اور کافی وقت کھڑا ہو کر نماز تراویح ادا کرتا ہے۔

الحاصل

حاصل یہ نکلا کہ ہر مسلمان ایک فوجی سپاہی ہے بسکٹ اور کیک، سوڈا اور لیمونیڈ تو بجائے خود رہے۔ بلکہ پانی پیئے اور کھانا کھائے بغیر اگر ضرورت پیش آ جائے تو دن اور رات کے چوبیس گھنٹے مسلسل کام کر سکتا ہے اور اس بات کا بھی عادی ہے کہ ان مصیبتوں میں وہ کسی پر احسان نہیں کر رہا ــ بلکہ اسے محض اللہ تعالیٰ کی رضاء مطلوب ہے۔ چنانچہ فتوحاتِ اسلامی میں اس قسم کے واقعات ملتے ہیں کہ مسلسل چوبیس گھنٹے لڑائی جاری رہی دشمنانِ اسلام کے لشکر یکے بعد دیگرے آتے رہے اور مسلمان اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹے جب تک میدان جیت نہیں لیا۔

پیغامِ فتحِ اسلام

جو قوم سطح زمین پر اپنے چالیس کروڑ افراد رکھتی ہو اور وہ ان اصولوں کی پابند ہو جائے جو ارکانِ اسلام کے اندر انہیں سکھائے گئے

ہیں اور پھر فیصلہ کرے کہ یا تخت یا تختہ، وہ قوم کبھی مٹ نہیں سکتی۔ بلکہ دنیا کی قوموں میں سردار ہو کر رہے گی کیونکہ خدا تعالےٰ اس کی پشت پناہی فرمائے گا۔ ظاہر و باطن اور زمین و آسمان کی تمام خدائی طاقتیں اس کی خدمت کے لئے وقف ہو جائیں گی۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ۔ الآیہ

واۓ ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

روزے کے اُخروی فائدے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے روزہ رکھا درآنحالیکہ اس کے دل میں ایمان ہو اور اللہ تعالےٰ سے اجر پانے کے خیال سے رکھا۔ اس کے سارے پہلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو شخص رمضان کی راتوں میں عبادت کرے درآنحالیکہ ایماندار ہو اور ثواب پانے کا ارادہ رکھے۔ اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جس شخص نے لیلۃ القدر کی رات کو قیام کیا درآنحالیکہ ایماندار ہو اور اللہ تعالےٰ سے اجر پانے کا ارادہ رکھتا ہو اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

حکمتِ مغفرت

روزے کے باعث سابقہ، سارے گناہ معاف ہونے کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا روزہ دار زبانِ حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ اے اللہ! میں نے کھانے پینے اور خواہشاتِ نفسانی وغیرہ کے پورا کرنے میں جو تیری مرضی کے خلاف قدم اٹھایا ہے، اس سے باز آتا ہوں اور تیری رضا حاصل کرنے کے لئے سب کو چھوڑتا ہوں اور مسلسل روزہ رکھنے سے یہ ثبوت دیتا ہوں کہ تیری رضا کی پابندی مسلسل کروں گا تیری مرضی کے خلاف خواہشاتِ نفسانی کو ہمیشہ چھوڑ دوں گا، اور رمضان شریف کے علاوہ شوال کے چھ روزے رکھ کر اس امر کا مزید ثبوت دیتا ہے کہ اے اللہ! تو نے اپنی شفقت و رحمت سے اعلان کیا ہوا ہے کہ میں ہر نیکی کا دس گنا کم از کم اجر دوں گا۔ لہٰذا رمضان المبارک کے علاوہ چھ روزے شوال کے اس حساب سے کم از کم ۳۶۰ روزوں کا اجر پائیں گے۔ اور سال کے ۳۶۰ دن ہوتے ہیں تو گویا کہ میں تیری رضا حاصل کرنے کے لئے سارا سال ہی روزہ دار رہا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَاعْفُ عَنَّا۔ . . . . علیٰ ہذا القیاس

رمضان المبارک کی راتوں کے قیام کی بھی یہی غرض ہے کہ اے اللہ! میں نے تیرے قرآنِ حکیم سے جو اعراض کیا ہے اس سے تائب ہو کر تمسک بالقرآن کرنے کا عملی ثبوت دیتا ہوں (گویا کہ نمازی اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہا ہے) اور مسلسل قیام کرنے سے عملاً یہ ثابت کر رہا ہے کہ میرا تمسک بالقرآن آیندہ ہمیشہ کے لئے رہے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ (قال اللّٰه تعالیٰ) اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَ اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ۔ متفق علیہ)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں سے انسان کے ہر نیک عمل کا کئی گنا زیادہ اجر ملتا ہے۔ ہر نیکی کم از کم دس درجہ پاتی ہے اور سات سو درجہ تک بھی اللہ تعالےٰ عمل کا اجر بڑھا کر دیتے ہیں (غرضیکہ ہر عمل کا اخلاص وللّٰہیت اور اس کے منافع اور نتائج کے لحاظ سے اجر ملتا ہے) اللہ تعالےٰ نے فرمایا سوائے روزے کے، کیونکہ وہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (بروایت دیگر میں ہی اس کا بدلہ ہوں) روزہ دار اپنی خواہشاتِ نفسانی اور کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اپنے رب کی ملاقات کے وقت حاصل ہو گی اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالےٰ کے ہاں مشک سے بھی بہتر ہے اور روزہ (شیطان کا وار روکنے کے لئے) ڈھال ہے۔ جس دن کسی کو روزہ ہو تو عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے اور بیہودہ شور و غل نہ کرے اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں (لیکن لڑائی نہ کرے) انتہی

حکمت اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ

ہر عمل صالح کی ایک جزائے خیر ہے اور روزے کی جزاء ذات حق جل و علیٰ خود دیتا ہے (یا بنتا ہے) کیونکہ جب روزہ دار نے ان چیزوں کو رضاء الٰہی کے لئے چھوڑ دیا جن پر اس کی زندگی کا دار و مدار تھا۔ گویا کہ اس نے زندگی کو خیرباد کہہ کر خدائے قدوس وحدہٗ لا شریک لہٗ کا وصال پسند فرمایا۔ بارگاہِ الٰہی میں ہر عمل کی جزا اس کے مناسب حال ہوا کرتی ہے — ایسے متوکل علی اللہ محبت خدا کی جزا یہی ہو سکتی ہے کہ خدائے قدوس اسے تشفی دیں کہ جب تو میرا ہے تو میں تیرا ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوٰتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ وَ يَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ

(باقی صد۱۲ پر)

قرآن مجید کی صداقت وحقانیت

تحریر: خواجہ زاہد محمود

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (البقرہ ۲:۲)

ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ۔

اس قرآن عظیم نے تاریخ عالم کا رُخ موڑ دیا اس نے فکر و عمل کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ ظن و تخمین اور تشکیک (SCEPTICISM) کی تاریکیوں سے نکال کر انسان کو علم، یقین اور ایمان (CONVICTION) کی دولت سے مالامال کیا، لوگوں کی خفتہ صلاحیتوں کو جگا کر انسانیت کی خدمت کے لئے انہیں وقف کر دیا۔ یہ وہ اٹل حقیقتیں ہیں جن سے انکار کی مجال کفار کو بھی نہیں ۔ قرآن پاک جس معاشرے کا تصور پیش کرتا ہے اس کی بنیادی خصوصیت معاشرتی عدل ہے قرآن معاشرتی زندگی کی بنیاد اور حرمت و عصمت کے تصورات پر رکھتا ہے۔ قرآن وہ عظیم کتاب ہے جو مخلوقات کے حق میں ازلی نصب العین اور ابدی مبصر ہے۔ عالم غیب اور دنیائے شہادت کا مفسر ہے اور معنوی خزائن کا کشاف ہے۔ قرآن ضیاء الاسلام اور مرشدِ حقیقی ہے، ہادیٔ انسانیت، کتابِ شریعت ہے، حکمت و عبودیت اور ذکر و فکر ہے۔ قرآن انسانوں کے لئے ہدایت اور فرقانِ ہدیٰ کے واضح دلائل کا مجموعہ ہے اور انہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف لانے کا ذریعہ ہے۔ ہمارے عظیم قانون دان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر قرآن کا نزول وہ عظیم الشان ثقافتی انقلاب تھا، جس کی نظیر چشم عالم نے آج تک نہیں دیکھی۔ خدا تعالیٰ نے قرآن پاک اس لئے نازل فرمایا کہ وہ امتِ اسلامیہ کے لئے روشنی کا کام دے اور دنیا کی تاریکیوں میں ان کی رہنمائی کرے اس پُر آشوب دور میں عالم اسلام بشمول پاکستان جن گوناگوں مسائل سے دو چار ہے۔ غالباً اسلامی تاریخ میں ایسی سنگینیٔ حالات کی مثال نہیں ملتی۔ سوشلزم جو مختلف صورتوں میں کبھی اسلام کے روپ میں اور کبھی مزدوروں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کے بھیس میں ہماری اعتقادی اور فکری بنیادوں پر حملہ آور ہے۔ اس کی سازشوں سے پاکستان کے اندر اور دیگر اسلامی ممالک میں ایک شدید فکری اور ذہنی انتشار پیدا ہو چکا ہے یہ کیا وجہ ہے؟ یہی وجہ ہے کہ جب سے ہم نے قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور اسے اپنے پس پشت ڈال دیا تو شکست اور مغلوبی ہمارا مقدر بن گئی ہم مستقبل میں اللہ کی اسی کتاب پر عمل کرکے رفعت و بلندی حاصل کر سکتے ہیں۔ اب اگر مسلمان اپنی ذلت کو عزت، شکست کو فتح، بدحالی کو خوشحالی، انتشار کو وحدت اور کمزوری کو قوت میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں قرآن کی طرف لوٹنا چاہیئے ۔ قرآن پاک نوعِ انسانی کے تمام مسائل کا حل ہے اور یہ ایسا ضابطۂ حیات ہے جس میں زندگی کے تمام مسائل بروئے کار لاتے ہوئے مکمل کرتا ہے۔

قرآن پورے عالم کے لئے ایک روحانی انقلاب لے کر آیا ہے۔ یہ ایک ایسا انقلاب تھا جس کے آنے سے انسانوں کی بربریت اور درندگی انسانیت میں تبدیل ہو گئی۔ قرآن مادی کائنات اور دنیوی زندگی اور جسمانی ضروریات سے انسانوں کو بے تعلق نہیں بناتا بلکہ کائنات کی قوتوں سے کام لینے، دنیوی زندگی کو سنوارنے اور جسمانی ضروریات کو باحسن طریق پورا کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ ترکِ مادیت کا داعی نہیں بلکہ مادیت کو اخلاقی تقاضوں کے ذریعے قابو میں رکھنے اور انسانوں کو ان کا مرکب بننے کی بجائے ان کا راکب بننے کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن کے نزدیک وہ تمام صفات مذموم ہیں جو معاشرے کی اخلاقی فضا کو مکدّر کریں۔ اور مسلمانوں کے اتحاد و ضبط کو نقصان پہنچائیں۔ قرآن مادہ پرستانہ ذہنیت کے کے خلاف جو زور دیتا ہے اس کا مقصد انسان کو پرستارِ مادیت بنانا نہیں بلکہ اس کی نگاہ میں کسب معاش ایک نیکی ہے۔ قرآن مجید کا مخصوص پیغام یہ ہے کہ خدا پرستی اور آخرت اندیشی اور پابندیٔ حدود و اخلاق کے ساتھ مادی ضروریات کے حصول اور ان کے استعمال کو ہم آہنگ رکھا جائے یعنی ایک طرف انسان مادے میں تصرف کرے، مادی قوتوں سے فائدہ اٹھائے اور دوسری طرف اس ساری سعی میں خدا کی عبادت و اطاعت پر کاربند رہے۔ خلافت کا نازک مقام یہی ہے کہ ایک طرف مادے پر زیادہ سے زیادہ اختیار حاصل کرنا اور مادی قوتوں پر حکمرانی کرنا اور دوسری طرف خدا کے ساتھ تعلق قائم رکھنا زندگی اور تہذیب میں اسی طرح کا توازن پیدا کرنے کے لئے رسول عربیؐ کے ذریعے قرآن ہم تک پہنچا۔

وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ

ترجمہ: اور ہم نے اس قرآن کو سچائی کے ساتھ نازل کیا۔

آج قافلۂ تہذیب جس بُری طرح بھٹک چکا ہے اور تاریخ نت نئی ظلمتوں میں جس عبرت ناک طریق سے ٹھوکریں کھا رہی ہے اس کو دیکھ کر ایک مسلمان کا دل گواہی دیتا ہے کہ بھٹکی ہوئی زندگی کو اگر رو براہ لانے کا کوئی ذریعہ ہے تو وہ قرآن پاک ہے۔ قرآن محض ایک فلسفیانہ یا ادبی کتاب نہیں بلکہ یہ ایک عملی تحریک فلاح کی روئیداد بھی ہے جس کی سربراہی حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کی یہ کتاب انسانی زندگی کی کوئی ایسی خوبصورت تصویر بنا کر نہیں رہ جاتی جس کی نوعیت ایک تخیل آرائی (UTOPIA) کی ہو بلکہ یہ کتاب اپنے پیش کرنے والے کو اپنے پیغام کے مطابق نمونے کا انسان بنا کر سامنے لاتی ہے اور اس کی زندگی کو اپنی تشریح و توضیح قرار دیتی ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے

قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ ہم نے اس قرآن میں سب باتیں طرح طرح سے بیان کر دی ہیں اور پھر یہ کتاب عظیم اپنے ہزاروں علمبرداروں کی زندگیاں اپنے سانچے میں ڈھال کر دکھاتی ہے کہ کیسے انسان تہذیب کی فلاح کے ضامن ہو سکتے ہیں ۔ پھر یہ کتاب ایک مکمل معاشرہ اور نظام حیات اپنے ماننے والوں کے ہاتھوں قائم کرا کے دکھاتی ہے کہ ایسا نظام اجتماعی انسانیت کی سعادت و بہبود کا وسیلہ ہو سکتا ہے ۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات گرامی اور رسول عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قائم کردہ معاشرے نے قرآن کے بیان کردہ سارے حقائق اور تمام بشارتوں کو سچ کر دکھایا ۔ قرآن کی صداقت پر سب سے بڑی شہادت ہمارے سامنے نبیٔ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات طیبہ اور آپ کے ہاتھوں سے پاکیزہ معاشرے کا قیام ہے ۔ رسول عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قائم کردہ معاشرہ اس توازن کا آئینہ دار ہے جسے قرآن خدا پرستانہ روحانیت و اخلاقیت اور انسان کی حیاتِ جسمانی کے مادی تقاضوں کے درمیان قائم کرنا چاہتا ہے جو معاشرہ ، نظام یا نظریہ اس قرآنی توازن سے ہٹ گیا وہ فلاح و سعادت سے محروم ہوگیا ۔ اور تہذیب حاضر کے نظریات اور معاشرے اس دعوے پر ایک روشن مثال ہیں ۔ قرآن کا یہ پیغام توازن رہبانیت و مادہ پرستی کے خلاف اعلان جنگ ہے جس کے لئے ہمیں امّت وسط قرار دے کر شہادت علی الناس کا فریضہ سونپا گیا تھا جس کے لئے ہمیں جد و جہد کا درس دیا گیا ، جہاد کا علم ہمیں سونپا گیا اور مالی و جانی قربانیاں دینے کی تعلیم دی گئی ۔ مگر ہم جو قافلۂ انسانیت کے رہنما بنائے گئے تھے ، ہم جو تہذیب کے مشعل بردار تھے ، ہم حکمتِ توازن کے معلم تھے آہستہ آہستہ ہم خود ہی بھٹک کر رہ گئے اور ہم نے طرح طرح کے رہزنان انسانیت کو رہنما بنانے کے لئے ان کے دامن عاجزی اور شانِ کہتری کے ساتھ تھام لئے ، کبھی ہم ان کے پیچھے دوڑے ، کبھی دوسرے کی طرف لپکے ، اور افسوس ہم یہ بھول گئے کہ اصل ضابطہ ہدایت کا امین تو ہمیں بنایا گیا ہے ۔ ہم مختلف فلسفوں سے مرعوب ہوئے ، ہم نے مختلف طاقتوں کی غلامی کے دور گذارے ہم میں فکری انتشار کا روگ پیدا ہوا ، ہم میں تفرقہ و تصادم کارفرما ہوا ۔ آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ ہم جو کل راستی و عدل کے محاذ پر بنیانِ مرصوص کی طرح صفِ واحد میں کھڑے زبان اور حسن کردار اور بوقتِ ضرورت قوتِ بازو سے بدی اور ظلم کی طاقتوں کے خلاف جہاد کر رہے تھے آج ہم ایک لٹے پٹے قافلے کے راہروؤں کی طرح بکھر کر خود ہی ظلم کی طاقتوں کے شکار ہو گئے ۔ خداوند عالم نے جو تمام کائنات کا خالق و مالک ہے اپنی بے پایاں مملکت کے اس حصّے میں جسے ہم زمین کہتے ہیں اس میں انسان کو اتارا ۔ اسے جاننے ، سوچنے اور سمجھنے کی قوتیں دیں ۔ اچھائی برائی کی تمیز دی اور انتخاب اور ارادے کی آزادی عطا فرمائی تصرّف کے اختیار بخشے ، خود اختیاری دے کر اسے زمین میں اپنا خلیفہ بنایا اس عہدے پر انسان کو مقرر کرتے وقت خداوندِ عالم نے یہ بات ذہن نشین کر دی تھی کہ تمہارا اور تمام جہان کا مالک ، معبود اور حاکم میں ہوں میری سلطنت میں نہ تم مختار ہو نہ کسی دوسرے کے بندے ہو اور نہ میرے سوا کوئی تمہاری اطاعت و بندگی اور پرستش کا مستحق ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنا ایک نیک بندہ اتارا جس نے اس امّت کو سیدھے راستے پر چلایا ، اسی پر قرآن کا نزول کیا اور ان کے ذریعے پھر ہم تک قرآن پہنچا ۔

اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۔

قوم نے اس قرآن کو کیوں چھوڑ رکھا ہے ۔

قرآن پاک نے معاشرے میں انقلاب پیدا کیا لوگوں کی زندگیاں بدل ڈالیں ۔ قرآن حق کی آواز تھی اس نے باطل کو سرنگوں کر دیا ۔ یہ وہ غلبہ تھا جس نے سب کو مسخر کر لیا ، قرآن ایک مکمل نظام زندگی ہے اس نے پوری زندگی کا دستور عطا کیا جس کے بنانے سے انسان عاجز تھا ۔ ایسا نظام دستور جو انسانوں کی انفرادی ، عائلی اور دینی و دنیاوی زندگی کو مربوط و منظم کرتا ہے اور صالح بنیادوں پر استوار کرتا ہے ۔

قرآن الٰہی تہذیب میں ماخذ اوّل کی حیثیت رکھتا ہے ۔ قرآن کسی خاص نسل ، قوم یا خطّہ کے لئے مخصوص نہیں ہے ، یہ تمام انسانوں کے لئے ضابطۂ حیات ہے اور دستور کی حیثیت رکھتا ہے ۔ قرآن کی بنیاد پر جو آفاقی ثقافت عالم وجود میں آتی ہے وہ تمام تعصبات کو نظرانداز کرتے ہوئے بنی آدم کو اتحادِ فکر و عمل کے ذریعہ ایک عظیم تر انسانی معاشرہ میں تبدیل کر دیتی ہے ، دنیا کی کسی اور تہذیب یا ثقافت میں یہ آفاقیت اور ہمہ گیری نہیں پائی جاتی اسلامی ثقافت بنیادی طور پر قرآنی ثقافت ہے ۔ وحدتِ انسانی قرآن کے نزدیک ایک نظریہ نہیں ایک مؤکّد اور بدیہی حقیقت ہے اس نے تمام جاہل نظریات کی جڑ کاٹ دی ہے جو انسان اور انسان کے درمیان رنگ و نسل کی بنا پر امتیاز کرتے ہیں ، یہ کتاب عظیم جو ہمیں فکر ، علم ، قانون ، اقدار ، آداب اور شعور دیتی ہے ۔ قرآن سے ہم اپنی سیاست کا سبق سیکھتے ہیں اسی سے اقتصادی عدل کے اصول حاصل کرتے ہیں اور صلح و جنگ کی رہنمائی اور فرد و اجتماع کے حقوق معلوم کرتے ہیں ۔ قرآن نے انسانیت کو تہذیب کے ایک ایسے تصور سے آشنا کیا ۔ جو نہ پہلے موجود تھا اور نہ اسلام کے علاوہ کہیں دوسری جگہ موجود ہے قرآن کے نزدیک اسلام محدود مذہب نہیں بلکہ ایک ایسا جامع دین ہے جو انسان کی پوری زندگی کا احاطہ کرکے اس کی حیات کے مختلف شعبوں کے درمیان فطری ہم آہنگی پیدا کرتا ہے ۔

قرآن مزدوروں ، کاشتکاروں یا کارخانہ داروں کو نہیں پکارتا بلکہ انسانوں

کو پکارتا ہے اس کا خطاب انسان سے بحیثیت انسان ہے۔قرآن یہ کہتا ہے کہ اگر تم خدا کے سوا کسی کی بندگی، اطاعت، فرمانبرداری کرتے ہو تو چھوڑ دو اور اگر خود تمہارے اندر خدائی داعیہ ہے تو اسے بھی نکال دو کہ دوسروں سے اپنی بندگی کرانے اور دوسروں کا سر اپنے آگے جھکوانے کا حق بھی تم میں سے کسی کو حاصل نہیں ہے —— قرآن ہمارے لئے آج بھی اتنا ہی سرمایۂ فلاح و سعادت ہے جتنا چودہ سو سال قبل تھا۔ قرآن پاک ابر رحمت کی طرح آج بھی ہماری سرپرستی کر رہا ہے مگر ہم ہی قرآن کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہ ہو کر رہ گئے ہیں قرآن کا پیغام ترکِ دنیا اور رہبانیت کا پیغام نہیں تھا بلکہ وہ قافلۂ تہذیب انسانی کی قوتِ رہبر بن کر آیا۔ اس نے انسان کی زندگی میں روحانی و اخلاقی قدریں اجاگر کی ہیں۔ قرآن کا مقصد و غایت، جذبات اور خیالات میں تقدیس کو پیدا کرنا اور انسان کو پاکیزگی اور تقوٰے کا سبق دینا ہے۔ قرآن حکیم الوہیت اور ربوبیت کے فلسفے سے انسانی ضمیر کو خبردار کرتا ہے۔ انسانی ظلم و تشدد، بربریت اور درندگی کی ابتدا ہوئی تو قرآن پاک نے ان تمام کو مٹا دیا اور انسان کو انسانیت کا سبق سکھلا دیا۔

"اسلام" دنیا کے تمام مذاہب اور نظاموں سے کہیں زیادہ جامع ہے۔ اخلاق کے دائرے میں تو زندگی کے معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی پہلو بھی آ جاتے ہیں۔ ویسے تو دنیا کے ہر مذہب اور نظام نے اخلاق پر زور دیا ہے۔ لیکن قرآن نے اخلاق کی بلندی کا وہ معیار پیش کیا ہے۔ جہاں انسان خدا کے رنگ میں رنگ جاتا ہے قرآن کے مطابق صحیح مسلم معاشرہ وہ ہے جو مشترکہ شورائی تصوّر خلافت و نیابت کے ساتھ اقامت نظام اسلامی کی ذمہ داری انجام دے۔ اسلام روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو ایک امت قرار دیتا ہے اور ان سے مطالبہ کرتا ہے کہ غیر نظریات کے آگے فولاد کی دیوار بن کر کھڑے ہو جاؤ۔ اسلام کا مقصد صرف اتنا ہی نہیں کہ افراد کی اخلاقی اصلاح کر دی جائے اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ تدریجی مگر بنیادی انقلاب بنی نوع انسان کی پوری اجتماعی زندگی میں برپا کیا جائے اور قومی نسلی زاویہ نظر بدل کر اس کی جگہ خالص انسانی احساس شعور پیدا کیا جائے۔

قرآن پاک نے کہا ہے کہ صرف اسلام ہی بنیاد اور اساس ہے قومیت کی خواہ اسے تہذیبی مفہوم میں لیا جائے خواہ سیاسی مفہوم میں۔ یہی سبب ہے کہ قرآن نے صاف اعلان کر دیا کہ اگر کسی شخص نے اسلام کے سوا کسی اور ضابطۂ حیات کو بطورِ دین یا کسی دوسرے روپ میں اختیار کیا تو یہ بات ہرگز قبول نہ کی جائے گی۔ غیر نظریات کی افزائش کرنے والے دین و مذہب کے دشمن ہیں اگر ہم نے غیر نظریات کو اپنا لیا تو ہم خدا کی بھلائی سے نکل کر انسانوں کے آگے سر جھکائیں گے جو قوم اپنا مخصوص وجود نہیں رکھتی وہ کبھی بھی ترقی کی منزل کی طرف نہیں بڑھ سکتی۔

بقیہ: فلسفہ روزہ

مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن انسان کے لئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اسے دن کو کھانے اور خواہشاتِ نفسانی سے روکا تھا لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمایئے اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کو سونے سے روکا تھا لہٰذا میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمایئے۔ پھر دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

حقیقت شفاعت

جس جہان میں ہم بود و باش رکھتے ہیں اسے عالم ناسوت کہتے ہیں اس کے علاوہ تین جہان اور بھی ہیں عالم ملکوت، عالم جبروت، عالم لاہوت۔ عالم ملکوت کو عالم مثال بھی کہتے ہیں عالم مثال میں یہاں کی ہر ایک چیز کا وجود ہے بلکہ وہاں اُن چیزوں کا بھی وجود ہے جن کا وجود اس جہان میں نہیں ہے۔ مثلاً انسان کے اعمال یا روزہ، قرآن وغیرہ۔

لہٰذا قیامت کے دن روزہ اپنے اس مثالی وجود سے مجسّم ہو کر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوگا اور روزہ دار کے حق میں شفاعت کرے گا۔ انسان نے اپنے وطن میں روزے کی حمایت و ہمدردی کا حق ادا کیا تھا۔ اس کے بدلے میں روزہ اپنے وطن (عالم مثال) میں روزہ دار کی حمایت کریگا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الصَّوْمَ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا وَوَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰى وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۵

ضروری اطلاع

ہماری پُرزور اور مخلصانہ درخواست کے باوجود بعض ایجنٹ حضرات نے ابھی تک واجبات کی ادائیگی کے سلسلہ میں کوئی قدم نہیں اٹھایا جو نہایت مایوس کن اور افسوسناک ہے لہٰذا ان حضرات سے دوبارہ التماس ہے کہ وہ ادائیگی میں تاخیر سے کام نہ لیں تاکہ ہفت روزہ مالی بحران کا شکار نہ ہو اور اس خالص دینی کام میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔ (منظور سعید احمد منیجر)

تلاش گمشدہ

حافظ محمد اصغر (عمر ۱۲ سال) ولد مولوی محمد حسین ساکن خانکے موڑ ڈاکخانہ خاص براستہ چھانگا مانگا ضلع لاہور مؤرخہ ۵ کو گھر سے روٹھ کر چلا گیا ہے وہ جس جگہ یا جس آدمی کے پاس ہے یا کسی کو اس کا علم ہے وہ برائے کرم ہم کو اس کا پتہ بتائے اس کی والدہ سخت بیمار ہے وہ اس کی جدائی میں بہت پریشان ہے اگر یہ کسی مدرسہ میں پڑھنا ہے تو پڑھے اگر کوئی کام کرتا ہے تو کرے لیکن اپنی والدہ کو ایک دفعہ آکر ضرور مل جائے تاکہ اس کی پریشانی دور ہو اور اس کی صحت درست ہو۔

قرآن پڑھنے اور پڑھانے والا سب سے افضل ہے

مولانا عبدالوحید سندھی

حضرت عیسےٰ کے بعد پانچسو ستر سال تک کوئی نبی یا پیغمبر نہیں آیا۔ جہاں جہاں رسول یا پیغمبر آئے تھے۔ لوگوں نے ان کی تعلیم کو بھلا دیا تھا۔ ساری دنیا میں گناہ ہی گناہ تھے لوگ پتھر، مٹی، درخت، چاند اور سورج کو پوجنے لگے تھے۔ کسی ملک کے رہنے والے اونچے اونچے پہاڑوں کو دیکھ کر ان کے آگے ماتھا ٹیکتے تھے۔ کچھ دریاؤں کو دیوتا کہنے لگے۔ کہیں آگ کی پوجا کیجاتی تھی۔

دنیا میں عرب ایک ایسا ملک تھا جو برائیوں میں کسی اور ملک سے کچھ کم نہ تھا۔ یہاں کے لوگ بڑے گنہگار تھے۔ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت رکھے گئے تھے۔ عرب ان کی پرستش کرتے تھے۔ عربوں میں طرح طرح کی برائیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ بُت پرست تھے۔ طرح طرح کے وہم شگون میں مبتلا تھے، شراب جُوا عام تھا۔ معاشرے میں عورتوں کا کوئی مقام نہ تھا۔ ایک عرب کئی کئی شادیاں کر سکتا تھا۔ خاوند کے مرنے کے بعد عورت کو کوئی جائیداد نہیں ملتی تھی۔ لڑکیوں کا پیدا ہونا بُرا سمجھا جاتا تھا۔ بعض عرب تو لڑکی کے پیدا ہوتے ہی انھیں زندہ دفن کر دیتے تھے۔ اس کے علاوہ غلاموں کی خرید و فروخت رائج تھی۔ وہ غلاموں کیساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرتے تھے۔ اس برائیوں کے دور میں خدا نے رسول اللہ کو مکہ میں پیدا کیا۔ آپ بچپن ہی سے نیک تھے۔ ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ جب آپ جوان ہوئے تو مکہ کے لوگوں میں اپنی دیانت وایمان داری کیوجہ سے الامین کہلائے جاتے تھے۔ آپ نبی ہونے سے پہلے غریبوں، یتیموں، بیواؤں اپاہجوں اور بے یار و مددگار لوگوں کی مدد کرتے تھے۔ ستائے ہوئے لوگوں کی فریاد سنتے تھے۔ اور ان کی مدد کرنا اپنا اولین فرض سمجھتے تھے۔

چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ مکہ کے باہر ایک غار میں تشریف لیجاتے تھے۔ اور وہاں گھنٹوں عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ غار حرا کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں رسول اللہ خدا کی عبادت میں مصروف رہتے تھے کہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا اور رسول اللہ سے کہا کہ "پڑھ! اپنے پروردگار کے نام سے جس نے انسان کو خون کے ایک لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا، جو اُس کو معلوم نہ تھا۔" رسول اللہ نے فرمایا "میں پڑھنا نہیں جانتا"۔ فرشتے نے رسول اللہ کو اپنے سینے سے لگا کر زور سے بھینچا۔ اور رسول اللہ نے آسمان سے نازل ہوئی آیت کو پڑھا۔ جب رسول پاک پر پہلی بار قرآنِ پاک کی آیت اُتری تو آپ نے اس واقعہ کا ذکر اپنی زوجہ حضرت بی بی خدیجہ سے کیا۔ حضرت خدیجہ نے آپ کو تسلّی دی اور کہا کہ آپ لوگوں سے نیکی کرتے ہیں۔ غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ یتیموں پر رحم فرماتے ہیں۔ آپ اس واقعہ سے پریشان نہ ہوں۔ اس واقعہ کا علم ورقہ بن نوفل کو ہُوا جو عیسائی تھے اور انجیل کے بہت بڑے عالم تھے۔ ورقہ بن نوفل نے کہا جو فرشتہ محمد کے پاس پیغام لایا تھا، وہی فرشتہ حضرت موسیٰ کے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام لایا تھا۔ ورقہ بن نوفل نے پیش گوئی کی محمد ضرور رسولِ خدا ہوں گے۔

قرآن تیئس سال میں اور مختلف حالات میں نازل ہوتا رہا۔ اگرچہ حالات بدلتے رہتے ہیں اور حالات کے لحاظ سے جزئی احکام بدلنے بھی پڑتے ہیں۔ لیکن قرآن کے نازل کرنیوالے خدا سے اگلے اور پچھلے حالات چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ اس لئے جو حکم جن حالات میں نازل ہُوا، وہ اپنی جگہ برحق ہے۔ وہ انسانوں کے حکم کیطرح وقتی اور اتفاقی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اسی وجہ سے قرآن کے متعلق "ہو الحق" ارشاد ہُوا۔ قرآن حکیم کی مثال اس طبیب حاذق کی سی ہے جو مرض دیکھ کر وقتاً فوقتاً علاج میں تبدیلی کرتا ہے۔

قرآن پاک کی پہلی آیت اکیسویں یا چبیسویں رمضان کو اُتری ہے۔ قرآن پاک آیتوں کی شکل میں اترا ہے۔ جب بھی رسول اللہ پر وحی نازل ہوتی تو صحابہ کرام کو زبانی یاد کرا دیتے۔ اس طرح کرنے سے قرآنی آیات میں کسی طرح کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ رسول اللہ خود مسلمانوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے تھے۔ رسولِ پاک فرماتے تھے کہ مسلمانوں میں سب سے زیادہ فضیلت اُس شخص کو حاصل ہے جو قرآنِ پاک پڑھے اور قرآن پڑھائے۔ جب پُورا قرآن نازل ہو گیا تو رسولِ اکرم نے صحابہ کو قرآن کا درس دینے کے لئے عرب کے مختلف علاقوں میں روانہ کیا۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ قرآنِ پاک کے نسخے لکھا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے۔ تو زبیر بن العوامؓ، زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن ارقمؓ بھی قرآن شریف لکھتے تھے، ان کے علاوہ بہت سے مسلمان ایسے تھے جو قرآن کے نسخے لکھ کر اپنے پاس رکھتے تھے۔

قرآن شریف لکھنے والے مسلمانوں سے رسول پاک ہمیشہ تاکید کرتے تھے۔ کہ خدا کے کلام کے سوا میری کوئی بات نہ لکھو" رسول پاک خیال کرتے تھے کہ کہیں قرآن اور حدیث خلط ملط نہ ہو جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ذرا سی غلطی سے عالم اسلام کے مسلمان بھٹک جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک جس طرح آسمان سے اترا ہے اسی حالت میں موجود ہے۔

قرآن شریف تیئیس سال تک اترتا رہا۔ قرآن کے کچھ حصے مکے میں اُترے ہیں۔ اور کچھ حصے مدینے میں، اس لئے مکے میں جو سورتیں اتریں وہ مکی کہلاتی ہیں اور جو مدینے میں اتری ہیں وہ مدنی سورتیں کہلاتی ہیں۔

رسولِ پاک نے اسلام کو عرب کے کونے کونے میں پھیلا دیا۔ مدینہ میں تشریف لیجانے کے بعد دسویں برس آپ نے آخری حج کیا۔ اس حج میں ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان شریک تھے۔ وہ مکہ جہاں دس گیارہ سال پہلے آپ کی کوئی بات نہیں سنتا تھا۔ اب ہزاروں کی تعداد میں آپ کے گرد جمع تھے۔ اس آخری حج کے موقع پر آپ نے اسلام کو ایک مکمل مذہب ہونے کی خوشخبری سُنا دی۔

"میں نے تمھارا دین تمہارے لئے
کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر
دیا۔ دین کے پُورا ہونے کا مطلب یہ
ہے کہ اس کے بعد کوئی نیا دین نہیں
آئیگا اور نعمت کے پُورا ہونے کا
مطلب یہ ہے کہ پیغمبری پوری ہو گئی۔"

آخری حج کے موقعہ پر رسولِ پاک نے جہاں مسلمانوں کو بہت سی نصیحتیں کی تھیں ان میں سے ایک نصیحت یہ تھی کہ :۔

"میں نے تمھارے درمیان ایک ایسی چیز
چھوڑی ہے جس کو تم مضبوطی سے
پکڑو گے وہ چیز قرآن شریف ہے
جو تمھیں کبھی گمراہ نہ ہونے دیگی"

رسولِ پاک کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورۂ خلافت میں یہ مشورہ دیا کہ قرآنِ پاک کو ایک کتاب کی شکل دی جائے۔ اس بات کی ضرورت اس لئے پیش آئی تھی کہ جو مسلمان قرآن کے حافظ تھے، جنگوں میں شہید ہوتے جا رہے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ کام زید بن ثابتؓ کے سپرد کیا۔ حضرت زیدؓ نے قرآنِ پاک کو اسی ترتیب سے لکھا جس ترتیب سے رسول پاک نے اُسے اپنی زندگی میں لکھوایا تھا۔ قرآنِ پاک کے تیس پارے اور سات منزلیں مقرر کیگئی ہیں۔ قرآن کی چھوٹی بڑی سورتیں ایک سو چودہ ہیں۔ یہ سورتیں خدا کیطرف سے اتری تھیں۔ ان سورتوں میں الگ الگ مضمون ہیں۔ سورۃ کے ایک ٹکڑے کو آیت کہتے ہیں۔

اسلام کے بارے میں غیر مسلم مفکرین کی رائے

اسلام کی عظمت اس کے پیغام، اس کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم کردار میں مضمر ہے۔ آپ کی شخصیت مظلوموں کا سہارا عدل و انصاف اور مساوات کی نقیب ہے۔ آپ کا کردار اور آپ کی تعلیم ہر زمانہ میں اور ہر قوم میں انسانوں کے لئے قابل ہدایت ہے۔

حضور کریم نے بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے جو بھلائی کی دشمنوں کے ساتھ جس محبت، ہمدردی اور اخلاص کا ثبوت دیا وہ آنیوالی قوموں کے لئے مشعل راہ بنا ہوا ہے۔ آپ نے جو ہدایت و تلقین کی اس پر خود سب سے پہلے عمل کر کے دکھایا۔ آپ کی شجاعت و بسالت کے اسوۂ حسنہ سے غیر مذہب بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے غیر مذہب مفکرین، رہنماؤں، پادریوں اور علماء نے اہل دنیا کی بھلائی اسی میں بتائی ہے کہ حضور اکرم کے اسوۂ حسنہ کو اپنایا جائے کیونکہ رسول اکرم کی زندگی ایک نمونۂ حیات ہے اور ہر زمانہ کے لوگوں کو آپ کی شخصیت متاثر کرتی رہے گی۔

تھامس کارلائل

"ایک خاص اصول جس کو پیغمبر اسلام نے دنیا کے سامنے رکھا۔ نظام شمسی اور عالم مادی کے مشاہدہ کا اصول تھا۔ دنیا آپ کی نگاہوں میں کمالات اور فضیلتوں کے حاصل کرنے کی جگہ ہے جن کی تکمیل سے انسان کو خدائے واحد کی بزرگی اور عظمت کی طرف رجوع ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ یہ صفت ایسی قابل قدر ہے جو آپ کی بزرگی کو دوبالا کر دیتی ہے۔ کشمکش حیات اور تنازع للبقا جیسے الفاظ جن سے موت و زیست کا گہرا تعلق ہے۔ آپ کے قلب پر نورانی حروف میں لکھے ہوئے تھے۔"

نپولین بونا پارٹ

"حضرت محمد دراصل سرور عالم تھے۔ آپ نے اہل عرب کو جو اتحاد کا درس دیا۔ ان کی آپس کی عداوتوں اور ناچاقیوں کو ختم کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کی امت نے نصف دنیا کو فتح کر لیا۔ اور جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش کرنیوالوں نے اس مذہب سے متاثر ہو کر مٹی کے دیوتاؤں اور بت خانوں میں رکھی ہوئی مورتیوں کو ختم کر دیا۔ یہ سب حیرت انگیز کارنامے آنحضرت محمدؐ کی تعلیم کیوجہ سے رونما ہوئے۔"

مہاتما گاندھی

"حضرت محمد ایک بڑے پیغمبر تھے۔ جنہیں خدا کے سوا کسی سے خوف نہ تھا۔ حضرت محمدؐ اور ان کے خاندان کا جب میں مطالعہ کرتا ہوں تو میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔

حضرت محمدؐ کی زندگی فقیرانہ تھی۔ آپ دنیا میں بڑی سے بڑی دولت جمع کر سکتے تھے۔ نبی کے خلوص، سادگی، انکساری فرض شناسی نے ہر ایک کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ خدا پر مکمل بھروسے ہی نے تلوار کے زور کے بغیر آپ کو اسلام کی اشاعت میں کامیاب بنایا۔ اور یہی وہ اوصاف ہیں جن کی مدد سے مسلمان تمام پابندیوں اور رکاوٹوں کے باوجود پیش قدمی کرتے چلے گئے۔"

جیمز مشنر

"پڑھو" سب جانتے ہیں کہ رسول اکرم پڑھ نہیں سکتے تھے، نہ لکھ سکتے تھے۔ لیکن آپ کی زبان پر وحی الٰہی جاری ہوئی تو آپنے ان ہی کلمات سے دنیا کے ایک بڑے حصے میں انقلاب برپا کر دیا۔ لا الٰہ الا اللہ کا پیغام ایسا تھا۔ جس نے عرب قوم کی کایا پلٹ دی۔"

واشنگٹن اروِن

"آپ پر تمام لوگوں کو اتنا اعتماد تھا کہ لوگ ہمیشہ آپ کو منصف بناتے اور اور اپنے جھگڑوں کو طے کرانے کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوتے۔

پیغمبر اسلام نہایت ہی سادہ زندگی بسر کرتے معمولی غذا کھاتے۔ اپنے ہاتھوں سے تمام کام کرتے اپنے کمرے کی صفائی کرتے اور بوسیدہ پھٹے ہوئے کپڑوں پر خود ہی پیوند لگاتے"

> **قرآن ہی صرف ایک ایسی کتاب ہے جو دنیا کے لئے صحیح راستہ ثابت ہوسکتی ہے،**
>
> ـــ گورو نانک

پروفیسر تارا چند

حضرت محمدؐ پیغمبر اسلام امین تھے۔ غریبوں کے دوست مسکینوں کے حامی، غلاموں کے ہمدرد اور یتیموں کے والی انہوں نے جو مثالی زندگی گزاری وہ مسلمانوں کیلئے مشعل راہ ہے۔ آرام و آسائش کے بجائے آپنے معمولی غذا اور رفو کئے ہوئے پھٹے کپڑوں پر گزارا کیا۔ شرافت و نرمی سے پیش آنا۔ دشمنوں کو معاف کرنا یہ سب ان کے ذاتی کردار تھے۔ جس نے اسلام کا بول بالا کیا۔"

ولیم موئر

مذہب اسلام اوّل تعلیم یہ دیتا ہے کہ خدا کی ذات پر توکل کرنا چاہیئے اسلام میں ہدایت ہے کہ سب مسلمانوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنی چاہیئے۔ غلاموں کے ساتھ شفقت اور یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کو اسطرح سانچے میں ڈھالا کہ آنیوالی نسلوں کیلئے مشعل راہ ہے۔

گرو نانک

"اب قرآن ہی ایک کتاب ہے جو دنیا کے لئے ایک صحیح راستہ ثابت ہوسکتی ہے۔ زندگی کے کسی طبقہ سے تعلق رکھنے والا۔ رسول پاک پر درود بھیج کر بے شمار فائدے اٹھا سکتا ہے۔ رسول کی تعلیم دنیا والوں کے لئے راہ ہدایت ہے"

بل ترچرڈ

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ محمد رسول اللہ کا بنیادی مقصد اسلام کی اشاعت تھا۔ خدا کیطرف سے آپ کو جو طاقت حاصل تھی وہ آپنے اسلام کی اشاعت اور اللہ کی وحدانیت پر صرف کر دی۔"

جارج برنارڈ شا

ازمنہ وسطیٰ میں عیسائی راہبوں نے اپنی جہالت و تعصب کی وجہ سے مذہب اسلام کی بڑی بھیانک تصویر پیش کی، انہوں نے حضرت محمدؐ اور آپ کے مذہب کے خلاف باقاعدہ تحریک چلائی اور رسول اسلام کو اچھے الفاظ میں یاد نہیں کیا

میں نے ہمیشہ حضرت محمدؐ کے مذہب کو بڑے احترام سے پڑھا ہے کیونکہ اس میں حیرت انگیز کشش اور نئی زندگی ہے۔ اگر آج دنیا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان حکمران پیدا ہو جائے تو دنیا کے تمام مسائل حل ہو جائیں اور امن و اطمینان میسر ہو جائے۔

پروفیسر برنارڈ لیوئیس

موجودہ دور کا کوئی بھی مورّخ اس بات سے قطعی متفق نہیں ہو سکتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم شخصیت نے ایک عظیم اور بااثر تحریک کسی غرض کے لئے چلائی تھی۔ اور اپنی دھن کے پکے اور لگن کے سچے تھے"

الفرڈ دی لیمر ٹائن

"عالم الحیات، فصاحت و بلاغت میں یکتائے روزگار بانی مذہب، فاتح اصول، سپہ سالار، دینی حکومت کے بانی محمد رسول اللہ کے سامنے پوری انسانیت کی عظمت بھی ہیچ ہے"

ڈاکٹر جانسن

ان کے یادگاری کردار اور اخلاق کریمانہ نے انسانوں میں اپنے آپ کو ایک انسان ثابت کیا۔ آپ کی راست گوئی و حقیقت پسندی نے جمہوری اور ٹھوس شکل میں احکامات خداوندی کو پیش کرنے اور انسانوں کے لئے تعلقات کو استوار کرنے میں مدد دی۔ حضرت محمد کے اسوۂ حسنہ تبلیغ اور پختہ بھروسے نے دور جدید کی دنیا سے آپ کا تعلق قائم کر رکھا ہے۔

ڈاپیر

"دنیا کے تمام انسانوں میں رسول اسلام حضرت محمد نے نسل انسانی پر سب سے اچھا اثر چھوڑا۔"

قرآن شریف ایک مکمل نظام حیات ہے۔ اس کو نازل ہوئے چودہ سو سال کا طویل عرصہ گذر چکا ہے۔ مگر قرآن کی ہر بات اپنی جگہ اٹل ہے۔ قرآن حکیم کسی مخصوص علم و فن کی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ اس میں حیات انسانی سے متعلق کامل ہدایات موجود ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر انفرادی و اجتماعی امن و سلامتی آزادی و خوشحالی بحال کی جا سکتی ہے۔ قرآن حکیم انسان کے بے شمار سوالات کا جواب رکھتا ہے۔
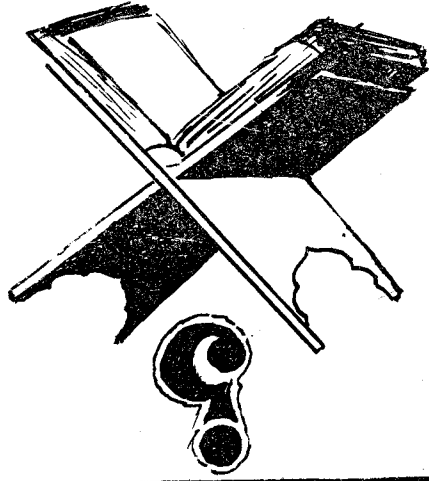
قرآن حکیم میں ہر سوال کا جواب موجود ہے

:- مولانا اشتیاق حسین

انسان :- کیا ہر مسلمان کے لئے قرآن پر ایمان لانا اور اس کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرنا ضروری ہے

قرآن :- رسول خدا اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور سب مومن بھی ایمان لاتے ہیں۔ اس پر جو آپ پر نازل ہوا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالح کئے اور وہ ایمان لائے اس پر جو محمد پر نازل کیا گیا۔ اور وہ ان کے رب کی طرف سے ایک حقیقت ہے اور اللہ ان کی برائیاں ان سے دور کر دے گا۔ اور ان کی حالت درست رکھے گا۔

تشریح :- قرآن شریف تئیس سال تک مختلف حالات میں نازل ہوتا رہا ہے۔ اگرچہ حالات بدلتے رہے ہیں لیکن قرآن میں لکھی ہوئی آیات اپنی جگہ برحق ہیں۔ قرآن کا حکم انسانوں کے حکم کی طرح وقتی اور اتفاقی نہیں ہو سکتا۔

انسان :- کیا محمد پڑھے لکھے تھے ؟

قرآن :- اس سے پہلے تمہیں قطعاً علم نہ تھا کہ کتاب الٰہی کیا ہوتی ہے اور ایمان کس چیز کا نام ہے۔ اور اے پیغمبر! تجھے کسی طرح یہ توقع نہیں ہو سکتی تھی کہ ہماری طرف سے تجھ پر کوئی کتاب نازل کی جائے گی۔ اللہ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں سے ایک رسول بھیجا۔

تشریح : محمد رسول اللہ صلعم پڑھے لکھے نہ تھے اور نہ کتاب و ایمان سے آگاہ تھے۔ خدا نے ایک امی پر اپنا کلام نازل کیا جو ہر زمانے میں روشن ترین معجزہ ثابت ہوا۔

انسان :- قرآن کے نزدیک رسول اللہ کا کیا مرتبہ ہے۔

قرآن :- کہدے کہ میں تو اس کے سوا کچھ نہیں ہوں کہ تمہارے جیسا ہی ایک آدمی ہوں البتہ اللہ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ تمہارا معبود وہی ایک ہے اس کے سوائے کوئی نہیں۔

تشریح :- رسول اللہ بے شک بشر تھے مگر عام انسانوں سے آپ کی ذات الگ پہچانی جاتی تھی۔ آپ سچائی اور دیانت داری کا مجسمہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے برائیوں کے ملک عرب میں ہی محمد کو پیدا کیا۔ اور عرب سے ہی مذہب اسلام کو دنیا میں پھیلایا۔ آپ کا پھیلانے والا انسانوں میں سے ایک تھا۔

انسان :- کیا سارے پیغمبر رتبے و حیثیت میں برابر ہیں ؟

قرآن :- یہ پیغمبر جنھیں ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہے ہیں۔ ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

تشریح :- قابلیت، ذمہ داری اور خدمت کے لحاظ سے فضیلت کے مدارج ہوا کرتے ہیں۔ انبیاء و رسل میں سے کوئی کسی خاص قوم کے لئے آیا۔ تو کوئی کسی خاص مدت کے لئے۔ مگر حضور اکرم کی ذات ایسی ہے جس میں ساری دنیا آپ کے دائرۂ تبلیغ میں آ جاتی ہے۔

انسان :- کیا حق کی کسی درجہ پر باطل کے ساتھ مصالحت ہو سکتی ہے۔

قرآن :- اور جب تک تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں کھلم کھلا عداوت اور دشمنی رہے گی۔ لہٰذا تم ان لوگوں کی ہرگز پیروی نہ کرو جو حقیقت کو جھٹلاتے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ اگر تم کچھ مداہنت سے کام لینے تو وہ بھی مداہنت سے کام لینے لگیں گے۔ اپنے پروردگار کے حکم پر استقلال اور استقامت کے ساتھ جمے رہو اور لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کرو۔ یہ وقعہ ہے کہ تم ہر وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہو۔

تشریح :- اظہار حق اور اعلان صداقت کے معاملے میں پس و پیش، خوف و ہراس، نرمی و مداہنت اور بے جا مصلحت سے کام لینے کی صاف مخالفت کی جا رہی ہے۔ اور بے باک صداقت و حق گوئی کی ہدایت فرمائی جا رہی ہے۔

انسان :- اسلام میں یوم آخرت پر ایمان لانا لازمی بتایا ہے قرآن کے نزول سے پہلے لوگوں کے خیالات کیا تھے۔

قرآن :- یہ لوگ اس دنیا میں اس بات کے قائل ہیں کہ زندگی بس اسی دنیا کی زندگی ہے۔ اور ہم مرنے کے بعد اٹھائے نہیں جائیں گے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے (تو پھر دوبارہ زندگی ملے گی) یہ دور از قیاس سی بات ہے اور کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے۔ اور ان کو اس کا کچھ علم نہیں صرف ظن سے کام لیتے ہیں۔

تشریح :- ہر مسلمان کے لئے آخرت پر ایمان لانا ضروری ہے آخرت کے عقیدے کی بنا پر انسانیت اور انصاف کی عمارت قائم ہے۔ جہاں یہ عقیدہ نہ ہو وہاں انسان حیوان بن جاتا ہے۔

انسان :- قرآن میں مرنے کے بعد زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزا و سزا پانے کے متعلق کیا ثبوت ہے ؟

قرآن :- اُس نے جس طرح تم کو ابتدا میں پیدا کیا۔ اسی طرح تم پھر پیدا ہو گے۔ خدا کو تمھارا پیدا کرنا اور زندہ کر دینا۔ ایک شخص کے پیدا کرنے اور زندہ کرنے کی طرح ہے۔

تشریح :- خدا کے نزدیک مخلوقات کو پیدا کرنا اور مارنا اور دوبارہ زندہ کرنا ایک آسان کام ہے۔

انسان :- قیامت کب آئے گی۔ اگر آئے گی تو کیوں کر !

قرآن :- یہ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ کب واقع ہو گی۔ کہدو کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کو ہے وہی اسے اس وقت پر ظاہر کر دیگا۔ وہ آسمان اور زمین میں ایک بھاری بات ہو گی۔ اور ناگہاں تم پر آ جائے گی۔ کہدو کہ اس کا علم خدا ہی کو ہے۔

تشریح :- بعض خیال کرتے ہیں کہ قیامت کا ذکر محض ڈرانے کیلئے کیا گیا ہے۔ مگر یہ بات غلط ہے۔ قیامت کا ایک دن مقرر ہے جب قیامت آئیگی تو زمین سے زندگی کا نام و نشان تک مٹ جائیگا

انسان :- اللہ تعالےٰ نے فرشتوں، کتابوں، پیغمبروں اور روز قیامت پر ایمان کی ہدایت کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا صرف زبان سے کہہ دینا کافی ہے کہ ہم ایمان لائے یا اس کے علاوہ کچھ اور بھی لازمی و ضروری ہے ؟

قرآن :- دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے (بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لائے اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ مومن تو وہ ہے جو خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور شک میں نہ پڑے۔ اور خدا کی راہ میں جان اور مال سے لڑے یہی لوگ ایمان کے سچے ہیں۔

تشریح :- اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی کتاب قرآن اور آخرت کے روز پر یقین اور پیغمبر رسول اللہ کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اگر کوئی مسلمان ان ہدایات پر عمل نہیں کرتا تو وہ صرف نام کا مسلمان ہے۔ اس میں اور غیر مذہب کے آدمی میں کوئی فرق نہیں۔

انسان :- کیا کائنات کی ہر چیز مقررہ اصول اور قانون پر چل رہی ہے۔ ؟

قرآن :- بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اُسی کا ہے۔ سب اُسی کے فرمانبردار ہیں۔ اور اُس نے تمھارے لئے رات دن سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا ہے۔ اور اُسی کے حکم سے ستارے بھی کام سے لگے ہوئے ہیں۔ سمجھنے والوں کے لئے اس میں قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

تشریح :- کائنات کی ہر ایک چیز اللہ تعالےٰ کی بنائی ہوئی ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ خدا کے حکم پر چلتا ہے۔ چاند، سورج ستارے ایک مقررہ اصول و قانون پر چل رہے ہیں۔

اخلاق کا اچھا ہونا محبت الٰہی کی دلیل ہے
اور
بداخلاقی بغض الٰہی کی دلیل ہے۔

سُبحان اللہ ما احسنک

انور عارف

شبِ ماہِ مُبیں کا شعور کہاں، کسے فکرِ سیاستِ سود و زیاں
تیرے عارضِ ناز نشاطِ جہاں، تیرے ذکر میں عظمتِ کرّ و بیاں
"کتھے مہر علی، کتھے تیری ثنا، گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں"

◎

تیرے ساتھ ہے گردشِ کون و مکاں، تیرے سامنے قیدِ مقام کہاں
تیرا نام ازل سے ہے عرش نشاں، تیری ذات ہے کاشفِ سرِّ نہاں
"کتھے مہر علی، کتھے تیری ثنا، گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں"

◎

تیرے سوز میں نغمہ سازِ ازل، تیرے قول میں دعوتِ فکر و عمل
تیرا خلق ہے اک زندہ قرآں، تیرا دین ہے کعبۂ امن و اماں
"کتھے مہر علی، کتھے تیری ثنا، گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں"

◎

شبِ تار میں وہ طیبہ کا سفر، اُمیدِ تجلّی بارِ دگر
دمِ صبح وہ نور کا سیلِ رواں، نہیں آج تلک بھولا وہ سماں
"کتھے مہر علی، کتھے تیری ثنا، گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں"

◎

غمِ عشق نہیں محتاجِ بیاں، شبِ ہجر سراپا آہ و فغاں
رحمت کی نظر یا سیّدنا، انبارِ گنہ ہے بارِ گراں
"کتھے مہر علی، کتھے تیری ثنا، گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں"

بقیہ: مفتی محمود کی تقریر

کوئی لباس ہوتا۔ آج تو بغیر ٹائی اور پتلون کے دفتر میں کوئی نہیں جا سکتا۔ ہماری تو کوئی بھی قومی زبان نہیں ۲۳ سال ہو گئے ہیں کہ جج، وکیل اور ملزم اور تمام گواہ باوجودیکہ سب کے سب پنجابی ہوتے ہیں۔ لیکن کارروائی کی زبان انگریزی ہوتی ہے۔ ملزم اپنے وکیل کی وکالت کو ذرّہ بھر بھی نہیں سمجھ سکتا۔ اگر یہ بحث اردو میں ہوتی تو ملزم اپنے وکیل کی جرح و قدح کو سمجھ سکتا اور اپنی صفائی کو پیش کر سکتا تھا۔ آخر یہ ظلم نہیں؟ مصر جو کہ یورپ کا دروازہ ہے۔ اور یورپ سے زیادہ متاثر، اس کے باوجود اس کے کسی بورڈ پر کوئی بھی انگریزی لفظ نظر نہیں آتا۔ اگر ایران کی ایرانی زبان یعنی فارسی ایران میں اور عرب کی عربی زبان عرب میں قومی زبان ہو سکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں اردو کو قومی زبان کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ یہ باتیں چھوٹی نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں ملک میں اسلامی انقلاب لے آؤ۔ ہم تو امر بالمعروف کرتے رہیں گے۔ خواہ تمہیں اچھا محسوس ہو یا بُرا۔ کیا بنیادی حقوق ان گدھوں کو حاصل ہیں جو مرزائی اور عیسائی ہیں۔ ہمیں کیوں یہ حق حاصل نہیں۔ ہم مداخلت کرتے رہیں گے۔ حدیث کے انکار، آخرت اور حشر و نشر کے انکار کو کیوں آزادی دی گئی ہے۔ اور اس جیسی کتابیں چھپی ہوئی ہیں انہیں کیوں نہیں ضبط کیا گیا۔

آخر میں ایک سیاسی بات بھی مذہبی رنگ میں بتائے جاؤں۔ آپ نے سنا ہو گا کہ مجیب الرحمٰن نے چھ نکاتی پروگرام پیش کیا ہے کہ دونوں ملکوں کی کرنسی بھی الگ الگ ہو۔ گویا کہ اس نے ایک ملک کو دو ٹکڑے کرنے کی تجویز پیش کی ہے جب میں پچھلے دنوں ڈھاکہ گیا تو وہاں اجلاس ہو رہا تھا۔ جس میں صدر صاحب نے کہا کہ ہمارے ملک کی بقاء اسلام سے ہی ہو سکتی ہے۔ ہم صدر صاحب کی اس بات کو تحسین کی نظر سے دیکھتے ہیں لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ مشرقی اور مغربی پاکستان کی ہر شے مختلف ہے حتیٰ کہ خوراک تک۔ مگر اسلام ہی قدر مشترک ہے۔ جو دونوں میں متحد ہے۔ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ تعلیم اسلام کے تحت کہیں گے کہ پہلے مشرقی پاکستان کی ضروریات کو پورا کرو تو وہ بھی ضرور کہیں گے کہ پہلے مغربی پاکستان کی ضروریات کو پورا کرو۔ میں کہتا ہوں کہ صرف اسلام کا نام لینے سے کچھ نہیں ہو گا۔ جبتک کہ اسلامی قوانین کو نافذ نہیں کیا جاتا۔ سب سے پہلے میں علماء سے اپیل کرونگا کہ اگر انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کر دیا تو ہمارا حشر وہی ہو گا جو بنی اسرائیل کا ہُوا تھا۔ ہمارا فرض ہے کہ حکومت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے واقف کرائیں۔ ہمیں پھانسی پر لٹکائے یا گولی مارے ہم حاضر ہیں۔ بُرے کو بُرا اور اچھے کو اچھا کہیں گے۔ خواہ کوئی عوام سے ہو یا حکومت سے۔ دوسرے نمبر پر دیندار عوام کو بھی کہوں گا کہ وہ علماء کا ساتھ دیں۔ ان علماء نے ہی تو عوام کو بچایا ہے۔ انگریز کے دور میں کسی مولوی نے کوئی جاگیر نہیں بنائی مساجد میں بیٹھ کر تمہارے بچوں کو تعلیم دی ہے۔ علماء نے قربانیاں دی ہیں اور اب وہی محکوم و مظلوم ہیں علماء کا ساتھ دیکر آخرت کو بھی سنوارو اور دنیا میں بھی عزت سے رہو۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ملک میں اسلامی قوانین نافذ کرنے کی توفیق بخشے اور ہر مسلمان کو ہدایت فرمائے:- آمین

طاقت اور قوت کیلئے لاجواب طبی شاہکار

کایا کلپ (کورس)

جو کہ نیل شاہی اور حب فولاد پر مشتمل ہے

قیمت: پندرہ روپیہ

دہلی دواخانہ رجسٹرڈ، بیرون لوہاری انار کلی لاہور

فون نمبر ۵۲۰۱۰

دمہ، کالی کھانسی، نزلہ، تبخیر معدہ، پرانی پیچش، بواسیر
خارش، ذیابیطس، فالج، لقوہ، رعشہ، وجع المفاصل
زنانہ، مردانہ امراض کا مکمل علاج کرائیں

الحاج لقمان حکیم قاری حافظ محمد طیب

لقمانی دہلی دواخانہ رجسٹرڈ ۱۹ نکلسن روڈ۔ لاہور

ٹیلیفون نمبر ۶۵۵۶۷

درس قرآن

امدادِ مساکین

از : حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہٗ ــــــ مرتبہ : محمد عثمان غنی

(۸)

یہاں یہ بات سمجھ لیجئے۔ ہمارے فقہاء نے لکھا ہے بَیْعُ مَنْ یَزِیْد۔ یعنی کسی چیز کی قیمت چڑھا دینا، یہ جائز ہے، اگر اس کی ضرورت پڑے۔ لیکن کسی بھائی کو دھوکا دینا پھنسانے کے لئے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ناجائز ہے۔ اس لئے کہ یہ مسلمان بھائی کو پھنسانا چاہتا ہے، خود یہ چیز نہیں خریدتا، دیکھتا ہے کہ ایک بھائی سودا کر رہا ہے۔ دو روپے میں اسے بیچتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ بھائی! اڑھائی روپے تو میں دیتا ہوں، یہ کہہ کر چلا گیا اور دوسرے بھائی کو پھنسا گیا۔ اب اگر اس نے لینی ہو گی تو اڑھائی روپے ہی وہ بھی دے گا۔ یہ ہے حرام، مکروہ، ناجائز اور غلط۔ اور ایک ہے کسی سودے کی قیمت بڑھا دینا، کسی فائدے کے لئے، جس میں کسی انسان کا فائدہ ہو، جیسے کہ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوتے ہیں، اسلام قبول کرتے ہیں، اسلام قبول کر لینے کے بعد آپؐ اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرے گھر کچھ سامان ہے؟ تیرے گھر میں کوئی اثاثہ، کوئی پیسہ، کوئی دولت ہے؟ عرض کرتے ہیں "اللہ کے نبیؐ! میرے پاس صرف دو چیزیں ہیں۔ ایک دری ہے اور ایک پیالہ ہے۔" فرمایا۔ وہ گھر سے لے آ۔ وہ گیا اور جا کر گھر سے لے آیا۔ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نماز کے بعد ان چیزوں کو مسجد نبوی میں رکھا اور اس کی بیع کا اعلان فرمایا کہ یہ شخص بیچنا چاہتا ہے۔ سب سے زیادہ قیمت جس صحابی نے دی اس کے حق میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کر دیا۔ تو وہاں پر قیمت بڑھانے میں مقصود اور حکمت کیا تھی؟ کہ اس صحابی کا فائدہ ہو جائے۔ چنانچہ آپؐ نے اس کو رقم دی اور فرمایا کہ جا بازار سے جا کر کلہاڑی لے آ۔ وہ گئے اور اس رقم کی کلہاڑی خرید لائے۔ آ کر امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں پیش کی اور کہا کہ اے اللہ کے نبیؐ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے ان پیسوں میں صرف کلہاڑی ہی مل سکی ہے، دستہ نہیں ملا۔ تو حدیثوں میں آتا ہے کہ حضورؐ اپنے اندر تشریف لے گئے اپنے حجرہ مبارک سے حضورؐ نے دستہ نکالا، اپنے دستِ مقدس سے دستہ ڈال کے دیا۔ فرمایا۔ تُو چلا جا یہاں سے اور تجھے میں پھر نہ دیکھوں، تب تجھے دیکھوں کہ تیری مالی حالت درست ہو جائے ــــ اسلام بھیک مانگنا نہیں سکھاتا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے ــــ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی۔ کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ ہاں غریبوں مسکینوں کی مدد کرنا، وہ اور مسئلہ ہے لیکن گداگری کو اپنا پیشہ بنا لینا اسلام نے کبھی اجازت نہیں دی۔ یہ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ صدقہ دو، لیکن سارے قرآن میں آپ دیکھ لیں کسی حدیث میں بھی نہیں آیا کہ یہ فرمایا ہو کسی سے مال لو۔ گداگری کا حکم نہ اللہ نے دیا نہ اللہ کے نبی نے دیا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) البتہ یہ فرمایا کہ صدقہ دو۔ معاشرے میں غریبوں، مسکینوں کی مدد کرو لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے غریبوں، مسکینوں میں خود اعتمادی کا جذبہ پیدا کیا۔ چنانچہ اس صحابی کو فرمایا کہ جا اور جا کے لکڑیاں کاٹ کر بیچ۔ چنانچہ وہ چلا گیا۔ لکڑیاں بیچتا رہا، کاٹتا رہا، بیچتا رہا۔ آخر ایک دن حاضرِ خدمت ہوا ــــ امام الانبیاء (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے دیکھا کہ اس کے بدن اور کپڑوں پر کچھ رنگ وغیرہ پڑا ہوا ہے۔ حضورؐ نے پوچھا تو وہ عرض کرتا ہے ــــ اللہ کے نبیؐ! آپؐ کی دعا سے اللہ نے ایسی برکت ڈالی کہ میں لکڑیاں بیچتا رہا، کھانا بھی کھاتا رہا، کپڑے بھی پہنتا رہا، میں نے اتنا سونا جمع کر لیا کہ میں نے مہر بھی دے دیا اور شادی بھی کر لی ہے۔

تو یہاں مسئلہ تھا بیع من یزید کا یعنی بھاؤ کا بڑھانا یا گھٹانا، اگر اس میں نیت یہ ہو کہ اس میں کسی کا بھلا ہو، دین کا بھلا ہو، کسی مسکین کا بھلا ہو، یہ تو درست ہے، لیکن اپنے فائدے کے لئے، کسی کے پھنسانے کے لئے اس میں جہاں تک شریعت مطہرہ ہے وہ یہی فرماتی ہے۔ قرآن تو یہ فرماتا ہے مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ۔ تو بات وہاں سے چلی تھی اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کا شکوہ کیا۔ اپنے بندوں کو اللہ تعالےٰ متوجہ فرماتے ہیں بطور شکوہ کے، یَا اَیُّهَا الْاِنْسَانُ، اے بندے! اے انسان! مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ ٥ اور اسی کو فرمایا سورتِ بقرہ میں کَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا، تم کس طرح اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو، تم کس طرح اللہ کے مقابلے میں آ سکتے ہو، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارا وجود اللہ کی رحمت ہے، تم پر جتنی رحمتیں ہیں، وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (النحل ۵۳) تمہارا وجود، تمہاری صحت، تمہاری غذا، سب کی سب من جانبِ اللہ ہیں، اللہ کی نعمتیں ہیں۔ ان کا شکر ادا کرنا چاہیے ــــ صحیح حدیثوں میں آیا ہے۔ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ جب انسان صبح کو اٹھتا ہے تو ہر جوڑ کے بدلے میں اسے ایک صدقہ دینا چاہیئے۔ ہماری نیند تو آخر موت کی طرح ہوتی ہے۔ نیند کے بعد جب جاگتے ہیں، دیکھتے ہیں بدن بالکل سلامت ہے، نہ رات کو چور آئے، نہ رات کو ڈاکہ پڑا، نہ آگ لگی، نہ زلزلہ آیا، نہ فالج گرا نہ لقوہ (اللہ سب

بیماروں کو شفا عطا فرماتے ، میں دیکھتا ہوں ، میں بالکل تندرست ہوں ، میری حفاظت کس نے کی ؟ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ط (الانبیآء ۴۲) فرمایا ذرا پوچھو میرے منکروں نافرمانوں سے ، جب تم رات کو سو جاتے ہو ، تمہیں کون محفوظ رکھتا ہے ؟ تمہاری حفاظت کون کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا ؟ وہ رحمٰن ہے ، بڑا مہربان ہے ، اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ تم رات کو سوؤ بھی تو وہ تمہاری حفاظت کرے اور دن کو بھی تمہیں تھامنے والا اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ کون ہے ؟ اللہ کی ذات ہے ۔

(باقی آئندہ)

بقیہ : رمضان المبارک

میں ہر عبادت کا ثواب زیادہ ہے روزے دار کا خاموش رہنا ، سونا ، بھی عبادت میں شامل ہے حتیٰ کہ سحری کھانے اور افطار کرنے کا بھی ثواب ملتا ہے ۔ جس قدر قرآن مجید رمضان میں پڑھا جاتا ہے کسی بھی موقع پر اتنا نہیں پڑھا جاتا ۔

گذارش

تمام ایجنٹ و خریدار حضرات سے گذارش ہے کہ ہفت روزہ خدام الدین سے متعلقہ ڈاک و رقوم بنام مینجر ہفت روزہ خدام الدین بھیجا کریں ۔ نیز اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ وہ رقم بھیجتے وقت وہی نام لکھا کریں جو کہ ان کے کھاتہ درج ہے (مینجر)

قادیانیوں کے کفر و ارتداد کے بارے میں عدالت کے فیصلہ کا عربی ترجمہ

القادیانیون لیسوا بمسلمین

جسے مولانا مجاہد الحسینی مدیر خدام الدین لاہور نے اردو سے رواں اور شگفتہ عربی میں منتقل کیا ہے

(عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہو کر منصہ شہود پر آرہا ہے)

- بہترین طباعت ۔ عمدہ ٹائپ
- سفید کاغذ ۔ خوبصورت گردپوش
- اہل علم اور عربی کے شائق حضرات کے لئے ایک نادر علمی تحفہ !
- عرب ممالک میں مفت تقسیم کرنے والے حضرات اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں !

محمد شریف ایم اے ناظم ادارہ صوت الاسلام ۷۲۔ بی پیپلز کالونی لائل پور

اعصاب کی طاقت کے لئے بہترین دوا

حب سلاجیت کمپونڈ

خالص سلاجیت ، کشتہ فولاد اور دیگر قیمتی ادویات سے تیار کی جاتی ہیں ۔

اعصاب کو بے پناہ طاقت دیتی ہیں کمر ، پٹھوں اور جوڑوں کے درد کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیتی ہیں بلغم ، کھانسی معدے و جگر کی خرابی کا علاج ہیں ۔ گردہ اور مثانہ کو طاقت دیتی ہیں اور پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں تبخیر معدہ کو دور کرتی ہیں بوڑھوں کے دق کا علاج ہیں مردوں اور عورتوں کے پیچیدہ امراض میں حد درجہ مفید ہیں

قیمت سو گولی ۱۰ روپیہ ، پچاس گولی ۵ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

خالص سلاجیت مصفّٰی

۲ روپے تولہ حاصل کر سکتے ہیں

ملنے کا پتہ

حکیم مختار احمد الحسینی گولڈ میڈلسٹ

معیاری دوا خانہ ، پانی والا تالاب ، لاہور

(۸۵۴)

عرق النساء (لنگڑی کا درد)

یہ ایک موذی مرض ہے جس میں ساری ٹانگ میں درد ہوتا ہے مریض لنگڑا کر چلتا ہے ۔

ایک صاحب لکھتے ہیں کہ اس مرض میں پانچ سال مبتلا رہا ۔ ہزاروں روپے خرچ کئے لیکن آج کورس سے مجھے آرام ہوا ۔ مکمل کورس چھ روپے

الحاج حکیم محمد عبداللہ فاضل طب جرات پاپڑ منڈی شاہ عالمی لاہور فون ۶۵۰۹۰

ایمانی حرارت سے لکھی ہوئی ۲ دو اہم کتابیں

اگر آپ عدیم الفرصت یا کاروبار میں مصروف رہنے کے باوجود مودودی اور مودودیت کو مکمل طور پر اور پوری جامعیت کے ساتھ اُس کو اُس کی اصل صورت میں دیکھنا اور سمجھنا چاہتے ہیں تو صرف "محاسبۂ مودودی مع اضافات" ملاحظہ فرما لینا ہی بہت کافی ہے لیکن اگر آپ عالم ، خطیب ، وکیل ، پروفیسر یا ایک حق پرست لیڈر ہیں اور مودودیت کو (خدمت اسلام سمجھ کر) بیخ و بن سے اکھاڑ دینا اور بغیر مباحثہ و مناظرہ اور بغیر مجادلہ و مقاتلہ اور مباہلہ اس کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے محاسبۂ مودودی کے ساتھ ساتھ کتاب "انکشافات مع اضافۂ جدیدہ" کا پڑھنا بھی انتہائی ضروری ہے اور زیادہ سے زیادہ اسکی تشہیر کرانا بھی بدرجۂ فرائض ضروری ہے ان دونوں کتابوں کو تحقیق حق کی نظر سے پڑھ لینے کے بعد ممکن ہی نہیں کہ کوئی ذی فہم و ذی شعور اور خدا پرست انسان مودودیت کو کسی بھی قیمت پر برداشت کر سکے یا مودودی کا نام لینا یا سننا بھی ایک لمحہ کے لئے قبول یا گوارا کر سکے پڑھئے "محاسبۂ مودودی مع اضافات" قیمت ایک روپیہ اور "انکشافات مع اضافات جدیدہ" قیمت ۳/۵۰ محصول ڈاک بالترتیب ۶۵ اور ۸۰ پیسے

سول ایجنٹ : مکتبہ البیان چوک انار کلی ، لاہور

دہلی دوا خانہ رجسٹرڈ ، بیرون لوہاری انارکلی لاہور

بچوں کے لئے

رمضان المبارک

تمام عبادات کا دروازہ "روزہ" ہے

شاہنواز محمد شان، لاہور

رمضان یہ لفظ مصدر "رمض" سے بنا ہے جس کے معنی ہیں جلانا۔ گرم ریت کو عربی میں "رمضاء" کہتے ہیں۔ اس مہینے کا نام رکھتے وقت گرمی کی شدت تھی۔ اسلام نے اس مہینے میں روزے فرض کیے جو گناہوں کو جلا دیتے ہیں۔

روزے کو عربی میں "صوم" کہتے ہیں۔ "صوم" کا مطلب باز رکھنا، باز رہنا ہے۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور نفسانی خواہشات کو چھوڑ دینے کا نام روزہ ہے۔ کلمہ طیبہ اور نماز کے بعد تیسرا فرض رکن روزہ ہے۔ جس پر اسلام کی بنیاد ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس طرح ہر چیز کے لئے ایک دروازہ ہوتا ہے اسی طرح تمام عبادات کا دروازہ "روزہ" ہے۔ خدا تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کے ساتھ ساتھ ہمیں عبادات سے بہت سے روحانی اور جسمانی فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں۔

روزے سے ہمیں بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی عادت پڑتی ہے، صبر و تحمل کی عادت پیدا ہوتی ہے، یادِ الٰہی میں کاہلی اور سستی پیدا ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم زیادہ کھاتے ہیں جس سے روح مردہ ہو جاتی ہے، روزے سے جسمانی صحت اور روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ سرکش انسانی نفس ہے۔ جس پر قابو پانے کا سب سے بہترین علاج "روزہ" ہے۔

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں "دکھاوا" نہیں۔ روزہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک بھید ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کا اجر سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ روزہ "میرا" ہے، اس کا بدلہ بھی میں ہی دوں گا۔ مجھے علم ہے کہ میرا بندہ کس طرح روزے کو پورا کرتا ہے۔

روزہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پر فرض ہوا۔ اس کے بعد آخری نبی تک جتنی بھی قومیں گذریں، ان سب پر روزے رکھنا فرض تھا

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

ترجمہ: اے مومنو! تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو۔

اللہ تعالےٰ نے بارہ مہینوں میں ایک مہینہ (رمضان) روزے کے لئے فرض کر دیا تاکہ وہ اپنے آپ کی اصلاح اور تقوےٰ حاصل کریں۔ اسی مبارک مہینے میں قرآن مجید جیسی مقدس کتاب نازل ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان اللہ کا مہینہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ، یعنی رمضان کا مہینہ۔

روزے کا مقصد محض فاقہ نہیں بلکہ اپنے تمام اعضاؤں کو گناہوں سے روکنا ہے۔ یعنی آنکھ کو بری نظر سے، کان کو بری باتیں سننے سے، زبان کو چغلی، جھوٹ اور بیہودہ بکواس سے، ہاتھ کو برے کاموں سے، پاؤں کو بری جگہ بڑھانے سے اور دل کو برے خیالات سے۔ اگر ہم ایسا نہ کر سکیں تو روزہ رکھنا فضول ہے۔

ایک حدیث شریف کے مطابق اللہ تعالےٰ کو ایسے روزہ دار سے کوئی دلچسپی نہیں، حالانکہ کلمہ پڑھنے اور نماز ادا کرنے سے روزہ رکھنا زیادہ مشقت طلب کام ہے۔ اگر کوئی مکمل طور پر ماہ رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے آخری دن تک کے گناہ بخش دیتا ہے۔ اور آئندہ سال تک کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ رمضان المبارک شروع ہوتے ہی دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ماہ رمضان میں ہر روز افطار کے وقت دس لاکھ دوزخی آزاد ہوتے ہیں۔

حضرت ابن سعودؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ رمضان کی ہر رات میں ایک فرشتہ پکارتا ہے لے برائی کرنے والے آنکھیں کھول۔ اس کے بعد پھر فرشتہ کہتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی مغفرت کی جائے، ہے کوئی توبہ کرنیوالا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے، ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے پریشان حال اشخاص آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور یا اللہ یا اللہ پکارتے ہیں مگر ان کی دعا قبول نہیں کی جاتی کیونکہ وہ لوگ حرام کھاتے ہیں، حرام پیتے ہیں اور حرام لباس پہنتے ہیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تین بد دعائیں دیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں بد دعاؤں پر آمین فرمائی۔

۱۔ وہ شخص ہلاک ہو جائے جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔

۲۔ ہلاک ہو وہ شخص جس نے آپؐ کا مبارک نام سنا اور آپؐ پر درود نہ بھیجا۔

۳۔ ہلاک ہو وہ شخص جو بوڑھے والدین کی اتنی خدمت نہ کرے کہ وہ جنت میں داخل ہو سکے۔

رمضان المبارک مسلمانوں کے لئے ایک بے بہا نعمت ہے۔ اس مہینے

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۳۲۱ مورخہ تین مئی ۱۹۵۷ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷ - ۲۴۸۱ مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷۶/۹/۳۹ - ۲ - ۵۵۹ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ چٹھی نمبر ۲ GM/۴۶ - ۲۱۰ - ۵ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء

نقشہ اوقات سحری و افطاری

بمطابق سٹینڈرڈ ٹائم مغربی پاکستان

رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ — ۱۹۷۰ء (برائے شہر لاہور و مضافات)

ارشاد باری تعالےٰ :-
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۵ (پ ۲ ع ۷)
ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے ایسے ہی فرض کئے گئے ہیں۔ جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق و اختتام سحری: منٹ	صبح صادق و اختتام سحری: گھنٹہ	افطاری: منٹ	افطاری: گھنٹہ
اتوار	یکم نومبر	یکم رمضان	۵۷	۴	۱۷	۵
پیر	۲ ،،	۲ ،،	۵۸	۴	۱۶	۵
منگل	۳ ،،	۳ ،،	۵۸	۴	۱۵	۵
بدھ	۴ ،،	۴ ،،	۵۹	۴	۱۴	۵
جمعرات	۵ ،،	۵ ،،	۵۹	۴	۱۳	۵
جمعہ	۶ ،،	۶ ،،	۰	۵	۱۲	۵
ہفتہ	۷ ،،	۷ ،،	۱	۵	۱۱	۵
اتوار	۸ ،،	۸ ،،	۱	۵	۱۰	۵
پیر	۹ ،،	۹ ،،	۲	۵	۹	۵
منگل	۱۰ ،،	۱۰ ،،	۲	۵	۹	۵
بدھ	۱۱ ،،	۱۱ ،،	۳	۵	۸	۵
جمعرات	۱۲ ،،	۱۲ ،،	۴	۵	۷	۵
جمعہ	۱۳ ،،	۱۳ ،،	۵	۵	۷	۵
ہفتہ	۱۴ ،،	۱۴ ،،	۵	۵	۶	۵
اتوار	۱۵ ،،	۱۵ ،،	۶	۵	۵	۵
پیر	۱۶ ،،	۱۶ ،،	۷	۵	۵	۵
منگل	۱۷ ،،	۱۷ ،،	۸	۵	۴	۵
بدھ	۱۸ ،،	۱۸ ،،	۸	۵	۴	۵
جمعرات	۱۹ ،،	۱۹ ،،	۹	۵	۴	۵
جمعہ	۲۰ ،،	۲۰ ،،	۱۰	۵	۳	۵
ہفتہ	۲۱ ،،	۲۱ ،،	۱۱	۵	۳	۵
اتوار	۲۲ ،،	۲۲ ،،	۱۱	۵	۳	۵
پیر	۲۳ ،،	۲۳ ،،	۱۲	۵	۳	۵
منگل	۲۴ ،،	۲۴ ،،	۱۳	۵	۲	۵
بدھ	۲۵ ،،	۲۵ ،،	۱۴	۵	۲	۵
جمعرات	۲۶ ،،	۲۶ ،،	۱۵	۵	۱	۵
جمعہ	۲۷ ،،	۲۷ ،،	۱۵	۵	۱	۵
ہفتہ	۲۸ ،،	۲۸ ،،	۱۶	۵	۱	۵
اتوار	۲۹ ،،	۲۹ ،،	۱۷	۵	۱	۵
پیر	۳۰ ،،	۳۰ ،،	۱۸	۵	۱	۵

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق و اختتام سحری: منٹ	صبح صادق و اختتام سحری: گھنٹہ	افطاری: منٹ	افطاری: گھنٹہ
منگل	یکم دسمبر	یکم شوال	عید الفطر			
بدھ	۲ ،،	۲ ،،	۱۹	۵	۰	۵
جمعرات	۳ ،،	۳ ،،	۲۰	۵	۱	۵
جمعہ	۴ ،،	۴ ،،	۲۱	۵	۱	۵
ہفتہ	۵ ،،	۵ ،،	۲۱	۵	۱	۵
اتوار	۶ ،،	۶ ،،	۲۲	۵	۱	۵
پیر	۷ ،،	۷ ،،	۲۳	۵	۱	۵

روزہ رکھنے کی نیّت: وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ ط
ترجمہ: اور میں نے ماہِ رمضان کے کل کے روزے کی نیّت کی۔
روزہ کھولنے کی نیّت: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔
ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

ضروری ہدایات

لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقاتِ سحری و افطاری کے لئے لاہور کے اوقات میں مندرجہ ذیل منٹ جمع اور منفی کرکے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ جمع سے مراد یہ ہے کہ اس خاص مقام کا وقت لاہور کے وقت میں جمع (+) کر دیا جائے۔

۲۔ منفی سے مراد یہ ہے کہ اس خاص مقام کا وقت لاہور کے وقت سے منفی (-) کر دیا جائے۔

نوٹ: جو حضرات ان خاص شہروں میں نہیں رہتے بلکہ ان کے قریب قریب کہیں اور جگہ رہائش رکھتے ہیں تو وہ اپنے علاقہ کے شہر (ضلع وغیرہ) پر ہی عمل کریں کیونکہ زیادہ سے زیادہ ایک دو منٹ کا ہی فرق واقع ہوگا اور ویسے بھی احتیاطاً اصل وقت سے دو تین منٹ بعد وقت کو شمار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر زیادہ تاخیر بالکل نامناسب ہے۔ حق تعالیٰ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائیں (کسی قسم کی خط و کتابت کی ضرورت نہیں) اظہر

مغربی پاکستان کے شہروں کے اوقات کا فرق

نام شہر	فرق از لاہور
ایبٹ آباد	+ ۴ منٹ
بنوں	+ ۱۶ ،،
بہاولپور - ورگئی	+ ۱۴ ،،
پشاور، کوہاٹ	+ ۱۳ ،،
جہلم	+ ۲ ،،
جمرود، مظفر نگر	+ ۱۲ ،،
جموں	+ ۲ ،،
جھنگ صدر، خوشاب	+ ۸ ،،
جیکب آباد، لاڑکانہ	+ ۲۴ ،،
حیدر آباد سندھ	+ ۲۳ ،،
ڈیرہ اسمٰعیل خاں	+ ۱۵ ،،
ڈیرہ غازیخاں	+ ۱۴ ،،
راولپنڈی، سرگودھا، ساہیوال	+ ۱۵ ،،
سکھر	- ۱۸ ،،
سیالکوٹ	- ۲ ،،
شیخوپورہ	+ ۱ ،،
کراچی، کوئٹہ، بلوچستان	+ ۲۹ ،،
کوہ مری، گوجرانوالہ	+ ۴ ،،
کیمبل پور	+ ۹ ،،
لائل پور	+ ۹ ،،
لورالائی	+ ۲۳ ،،
مظفر گڑھ	+ ۱۲ ،،
ملتان	+ ۱۰ ،،
میانوالی - چترال	+ ۱۱ ،،
پنڈ دادنخاں	+ ۳ ،،
پاراچنار	+ ۸
ہری پور	+ ۷ ،،
شکارپور	+ ۱۷ ،،
گلگت	+ ۳ ،،
لداخ	- ۱۶ ،،
میراں شاہ	+ ۱۷ ،،
گجرات	+ ۲ ،،
لیہ	+ ۱۳ ،،

مؤلفہ: احقر الانام غلام قادر اظہر ریٹائرڈ ہیڈ ڈرافٹسمین خالد منزل ایف ۲۷۵۶ لائن سبحان خان شیرانوالہ دروازہ لاہور ۸

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔